Postal Reg.No.GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

بدر

قادیان

BADR

The weekly Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

شمارہ 22

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

9-شعبان 1436 ہجری قمری 28-ہجرت 1394 ہش 28-مئی 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں الحمد للہ اور ان دنوں جرمنی کے دورہ پر ہیں۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ
وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اُتار کر دکھلا دیں

صالحین کی اولاد ہو مسجد میں بیٹھ کر تضرّع اور زاری کرو تا کہ عیسٰی ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لاویں اور تم سچے ہو جاؤ ورنہ کیوں ناحق بدظنی کرتے ہو اور زیر الزام آیت کریمہ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ آتے ہو خدائے تعالیٰ سے ڈرو

(ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام)

قریب تر با من و نزدیک تر بسعادت کون لوگ ہیں کیا وہ لوگ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا یا وہ لوگ جو منکر ہو گئے واضح ہو کہ یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ جنہوں نے اس عاجز کا مسیح موعود ہونا مان لیا ہے وہ لوگ ہر ایک خطرہ کی حالت سے محفوظ اور معصوم ہیں اور کئی طرح کے ثواب اور اجر اور قوت ایمانی کے وہ مستحق ٹھہر گئے ہیں۔

اوّل یہ کہ انہوں نے اپنے بھائی پر حسن ظن کیا ہے اور اس کو مفتری یا کذاب نہیں ٹھہرایا اور اس کی نسبت کسی طرح کے شکوک فاسدہ کو دل میں جگہ نہیں دی اس وجہ سے اس ثواب کا انہیں استحقاق حاصل ہوا کہ جو بھائی پر نیک ظن رکھنے کی حالت میں ملتا ہے۔

دوسری یہ کہ وہ حق کے قبول کرنے کے وقت کسی ملامت کنندہ کی ملامت سے نہیں ڈرے اور نہ نفسانی جذبات اُن پر غالب ہو سکے اس وجہ سے وہ ثواب کے مستحق ٹھہر گئے کہ انہوں نے دعوت حق کو پا کر اور ایک ربّانی منادی کی آواز سُن کر پیغام کو قبول کر لیا اور کسی طرح کی روک سے رُک نہیں سکے۔

تیسری یہ کہ پیشگوئی کے مصداق پر ایمان لانے کی وجہ سے وہ اُن تمام وساوس سے مخلصی پا گئے کہ جو انتظار کرتے کرتے ایک دن پیدا ہو جاتے ہیں اور آخر یاس کی حالت میں ایمان دُور ہو جانے کا موجب ٹھہرتے ہیں اور اُن سعید لوگوں نے نہ صرف خطرات مذکورہ بالا سے مخلصی پائی بلکہ خدائے تعالیٰ کا ایک نشان اور اس کے نبی کی پیشگوئی اپنی زندگی میں پوری ہوتی دیکھ کر ایمانی قوت میں بہت ترقی کر گئے اور اُن کے سماعی ایمان پر ایک معرفت کا رنگ آ گیا اب وہ اُن تمام حیرتوں سے چھوٹ گئے جو اُن پیشگوئیوں کے بارہ میں دلوں میں پیدا ہوا کرتی ہیں جو پوری ہونے میں نہیں آتیں۔

چوتھی یہ کہ وہ خدائے تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندہ پر ایمان لا کر اس سخط اور غضب الٰہی سے بچ گئے جو اُن نافرمانوں پر ہوتا ہے کہ جن کے حصہ میں بجز تکذیب و انکار کے اور کچھ نہیں۔

پانچویں یہ کہ وہ اُن فیوض اور برکات کے مستحق ٹھہر گئے جو اُن مخلص لوگوں پر نازل ہوتے ہیں جو حسن ظن سے اُس شخص کو قبول کر لیتے ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔

یہ تو وہ فوائد ہیں کہ جو انشاء اللہ الکریم اُن سعید لوگوں کو بفضلہٖ تعالیٰ ملیں گے جنہوں نے اس عاجز کو قبول کر لیا ہے لیکن جو لوگ قبول نہیں کرتے وہ ان تمام سعادتوں سے محروم ہیں اور اُن کا یہ وہم بھی لغو ہے کہ قبول کرنے کی حالت میں نقصان دین کا اندیشہ ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ نقصانِ دین کس وجہ سے ہو سکتا ہے۔ نقصان تو اس صورت میں ہوتا کہ اگر یہ عاجز برخلاف تعلیم اسلام کے کسی اور نئی تعلیم پر چلنے کے لئے انہیں مجبور کرتا۔ مثلاً کسی حلال چیز کو حرام یا حرام کو حلال بتلاتا یا اُن ایمانی عقائد میں جو نجات کے لئے ضروری ہیں کچھ فرق ڈالتا یا یہ کہ صوم و صلوٰۃ و حج و زکوٰۃ وغیرہ اعمال شرعیہ میں کچھ بڑھاتا یا گھٹا دیتا مثلاً پانچ وقت کی نماز کی جگہ دس وقت کی نماز کر دیتا یا دو وقت ہی رہنے دیتا یا ایک مہینہ کی جگہ دو مہینے کے روزے فرض کر دیتا یا اس سے کم کی طرف توجہ دلاتا تو بے شک سراسر نقصان بلکہ کفر و خسران تھا لیکن جس حالت میں یہ عاجز بار بار یہی کہتا ہے کہ اے بھائیو! میں کوئی نیا دین یا نئی تعلیم لے کر نہیں آیا بلکہ میں بھی تم میں سے اور تمہاری طرح ایک مسلمان ہوں اور ہم مسلمانوں کے لئے بجز قرآن شریف اور کوئی دوسری کتاب نہیں جس پر عمل کریں یا عمل کرنے کے لئے دوسروں کو ہدایت دیں اور بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی صلعم کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتدا نہیں جس کی پیروی ہم کریں یا دوسروں سے کرانا چاہیں تو پھر ایک مُتدیّن مسلمان کے لئے میرے اس دعوے پر ایمان لانا جس کی الہام الٰہی پر بنا ہے کونسی اندیشہ کی جگہ ہے۔ بفرضِ محال اگر میرا یہ کشف اور الہام غلط ہے اور جو کچھ مجھے حکم ہو رہا ہے اُس کے سمجھنے میں مَیں نے دھوکہ کھایا ہے تو ماننے والے کا اس میں حرج ہی کیا ہے۔ کیا اُس نے کوئی ایسی بات مان لی ہے جس کی وجہ سے اُس کے دین میں کوئی رخنہ پیدا ہو سکتا ہے اگر ہماری زندگی میں سچ مچ حضرت مسیح ابن مریم ہی آسمان سے اُتر آئے تو دلِ ما شاد و چشمِ ما روشن ہم اور ہمارا گروہ سب سے پہلے اُن کو قبول کر لے گا اور اس پہلی بات کے قبول کرنے کا بھی ثواب پائے گا جس کی طرف محض نیک نیتی اور خدائے تعالیٰ کے خوف سے اُس نے قدم اُٹھایا تھا بہرحال اس غلطی کی صورت میں بھی (اگر فرض کی جائے) ہمارے ثواب کا قدم آگے ہی رہا اور ہمیں دو ثواب ملے اور ہمارے مخالف کو صرف ایک لیکن اگر ہم سچے ہیں اور ہمارے مخالف آئندہ کی امیدیں باندھنے میں غلطی پر ہیں تو ہمارے مخالفوں کا ایمان سخت خطرہ کی حالت میں ہے کیونکہ اگر سچ مچ انہوں نے اپنی زندگی میں حضرت مسیح ابن مریم کو بڑے اقبال و جلال کے ساتھ آسمان سے اُترتے دیکھ لیا اور اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا کہ فرشتوں کے ساتھ اُترتے چلے آتے ہیں تب تو اُن کا ایمان سلامت رہا ورنہ دوسری صورت میں ایمان سلامت رہنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ کیونکہ اگر اخیر زندگی تک کوئی آدمی آسمان سے اُترتا اُنہیں دکھائی نہ دیا بلکہ اپنی ہی طیاری آسمان کی طرف جانے کے لئے ٹھہر گئی تو ظاہر ہے کہ کیا کیا شکوک و شبہات ساتھ لے جائیں گے اور نبی صادق کی پیشگوئی کے بارہ میں کیا کیا وساوس دل میں پڑیں گے اور قریب ہے کہ کوئی ایسا سخت وسوسہ پڑ جائے کہ جس کے ساتھ ایمان ہی برباد ہو۔ کیونکہ یہ وقت انجیل اور احادیث کے اشارات کے مطابق وہی وقت ہے جس میں مسیح اُترنا چاہیئے اسی وجہ سے سلف صالح میں سے بہت سے صاحبِ مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودہویں صدی کا شروع سال بتلا گئے ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب مُحدّث دہلوی قدس سرہٗ کی بھی یہی رائے ہے اور مولوی صدیق حسن صاحب مرحوم نے بھی اپنے ایک رسالہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور اکثر محدّثین اس حدیث کے معنے میں کہ جو الآیات بعد المأتین ہے اسی طرف گئے ہیں۔ اگر یہ کہو کہ مسیح موعود کا آسمان سے دمشق کے منارہ کے پاس اُترنا تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے تو اس کا جواب مَیں اسی رسالہ میں لکھ چکا ہوں کہ اس بات پر ہرگز اجماع نہیں قرآن شریف میں اس کا کہاں بیان ہے وہاں تو صرف موت کا ذکر ہے بخاری میں حضرت یحییٰ کی روح کے ساتھ حضرت عیسٰی کی روح کو دوسرے آسمان پر بیان کیا ہے اور دمشق میں اُترنے سے اعراض کیا ہے اور ابن ماجہ صاحب بیت المقدس میں اُن کو نازل کر رہے ہیں اور ان سب میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ تمام الفاظ و اسماء ظاہر پر ہی محمول ہیں بلکہ صرف صورت پیشگوئی پر ایمان لے آئے ہیں پھر اجماع کس بات پر ہے۔ ہاں تیرہویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا ایک اجماعی عقیدہ معلوم ہوتا ہے۔ سو اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اُتار کر دکھلا دیں۔ صالحین کی اولاد ہو مسجد میں بیٹھ کر تضرّع اور زاری کرو تا کہ عیسٰی ابن مریم آسمان سے فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لاویں اور تم سچے ہو جاؤ۔ ورنہ کیوں ناحق بدظنی کرتے ہو اور زیر الزام آیت کریمہ لَا تَقۡفُ مَا لَیۡسَ لَکَ بِہٖ عِلۡمٌ آتے ہو خدائے تعالیٰ سے ڈرو۔

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 186 تا 189)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بورڈ بدر قادیان

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 45

روزنامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور ''قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہرحال سوسال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جاتا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی ڈھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

گزشتہ قسط میں بیان کیا گیا تھا کہ محمد شفیع عثمانی مفتی اعظم پاکستان نے آیت کریمہ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (الجمعه: 3) کی تفسیر میں یہ ''نکتہ'' بیان کیا تھا کہ آخرین میں مبعوث ہونے سے مراد ہے آخرین کے لئے مبعوث ہونا۔ اس لفظی ہیر پھیر سے مفتی صاحب نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی تھی کہ دراصل اس جگہ آنحضرت ﷺ کی بروزی بعثت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ہمارے مخالفین کی مثال پاکستان کے آئین کی طرح ہے۔ جس طرح پاکستان کے ملّاں احمدیوں کو ستانے کے لئے اپنے ملک کے قانون میں ترامیم کراتے رہتے ہیں اور ''ضرورت'' کے مطابق قانونی شقوں کی ظاہری یا معنوی تشریح کر لیتے ہیں اسی طرح یہ ''آئینی'' مسلمان ضرورت کے مطابق آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی ظاہری یا معنوی تفسیر کر لیتے ہیں۔ جس جگہ ظاہری معنے ان کی تائید میں ہوں وہاں ظاہری معنے مراد لیتے ہیں اور جس جگہ معنوی معنے ان کی تائید میں ہوں وہاں معنوی یا روحانی معنے مراد لے لیتے ہیں۔

معاندین احمدیت جماعت احمدیہ پر اکثر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قادیانی مرادی معنے بہت لیتے ہیں اور ہر بات کا اپنی طرف سے مطلب نکال لیتے ہیں۔ اب بخاری شریف کی حدیث پر غور کریں، حضرت ابوھریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ ۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریمؑ و مسلم و مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۳۳۶)

تمہاری حالت کیسی نازک ہوگی جب ابن مریم یعنی مثیلِ مسیح مبعوث ہوگا جو تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تم میں سے ہونے کی وجہ سے وہ تمہاری امامت کے فرائض انجام دے گا۔

اس جگہ الفاظ انتم، فیکم، امامکم، منکم، فامکم، منکم کے ذریعہ چھ مرتبہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو مخاطب کیا۔ اُن مسلمانوں کو جو آپؐ کے سامنے موجود تھے۔ لیکن ان چھ کے چھ مقامات کی غیر احمدی علما بڑے عالمانہ انداز میں تفسیر کرتے ہیں کہ اس جگہ آخری زمانے کے مسلمان مراد ہیں۔ اور ابن مریم کے لفظ پر اَڑ جاتے ہیں کہ عیسیٰؑ وہی ہوں گے۔ دنیا ادھر کی اُدھر ہو جائے لیکن یہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ ان کو وہی عیسیٰؑ چاہییں۔ ارے بندۂ خدا جب مسلمان وہ نہیں جو آنحضور ﷺ کے مخاطب تھے تو عیسیٰؑ کیونکر وہی ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایک عقیدہ بنا رکھا ہے کہ عیسیٰؑ آسمان پر بیٹھے ہیں، بس اس پر زد نہ آئے۔ اس لئے حدیث کے اپنے عقیدے کے مطابق معنے کر لئے۔ اس کی اور بھی بہت سی مثالیں ہیں۔ بہرحال اب اصل اعتراضات کی طرف آتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر کی توہین کا ناپاک الزام

معترض نے جماعت احمدیہ پر آنحضرت ﷺ کی قبر کی توہین اور گستاخی کا الزام لگاتے ہوئے لکھا کہ :

''قادیانی حضرات مرزا کے مدفن کو مرقد رسول اور گنبد خضرا کا مماثل و شبیہ بتاتے ہیں ...... چنانچہ قادیان کا شعبہ تربیت اپنے شرکائے اجلاس کی دینی بے حسی کی شکایت کرتے ہوئے رقمطراز ہے ''کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو۔ اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ (مرزا) کا جسم مبارک مدفون ہے۔ جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیینؐ نے فرمایا ''یدفن معی فی قبری'' اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضراء کے انوار کا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا اس برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول اللہؐ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔'' (منصف: 14-2-14)

اس اقتباس میں بھی معترض نے اپنی تحریف کاری کی استعداد کو بروئے کار لاتے ہوئے کتر و بیونت سے کام لیا ہے۔ قبل ازیں کہ اس کا جواب دیا جائے، ذیل میں اصل اقتباس من وعن پیش کیا جاتا ہے۔ قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ لکھتے ہیں :

''جلسہ پر آنے والے بعض دوست یکوں کے اڈے ہی سے باہر دارالعلوم میں چلے جاتے ہیں جہاں ان کے قیام کا انتظام ہوتا ہے۔ بے شک ایسا ہی ہونا چاہئے۔ لیکن ایام جلسہ میں یا اسکے بعد وطن واپس جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت مقبرہ بہشتی میں حضرت مسیح موعودؑ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہونے کا ضرور نکالنا چاہئے۔ کیا میرے احباب کو یہ معلوم نہیں کہ لوگ مکہ معظّمہ میں جاتے ہیں تو روضۂ رسول پر حاضر ہونے کے لئے کئی منزلوں کے سفر کی صعوبت بہ طیب خاطر اُٹھاتے ہیں بلکہ اگر بہ غور دیکھا جائے تو اصلی صعوبت سفری ہے ہی مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ کے درمیان۔ یہ سب کچھ کیوں محض اس لئے کہ اپنے ہادی و رہنما کے مرقد مطہر کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ اور گنبد خضراء میں سونے والے کو اپنی زبان سے سلام پہنچا آئیں۔ تو پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر مقبرہ بہشتی میں حاضر نہ ہو جس کے لئے الوصیت میں مرقوم ہے کہ یہ ان لوگوں کی آرام گاہ ہے جو اپنے کارناموں کی وجہ سے ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ پھر اس میں وہ روضہ مطہرہ ہے جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مبارک مدفون ہے جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیینؐ نے فرمایا یدفن معی فی قبری۔ اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبد خضرا کے انوار کا پورا پورا پرتو اس گنبد بیضا پر پڑ رہا ہے۔ اور آپ گویا ان برکات سے حصہ لے سکتے ہیں جو رسول کریمؐ کے مرقد منور سے مخصوص ہیں۔''

(الفضل 18 ردسمبر 1922 صفحہ 6 کالم 2-3)

انصاف پسند قارئین غور فرمائیں کہ اس اقتباس کے کس جملے سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مزار آنحضرت ﷺ کے مزار کے مشابہ ہے، اور کس لفظ سے روضہ اطہر نبویؐ کی توہین نکلتی ہے۔ اس جگہ تو یہ بتایا جارہا ہے کہ چونکہ یہاں پر خدا کا وہ برگزیدہ وجود مدفون ہے جسے خود سرور کائنات فخر موجودات سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنا سلام بھیجا ہے اس لئے اس وجود کے مزار پر اُن برکات کے حصول کے لئے حاضر ہونا چاہئے جو آنحضرت ﷺ کی قوت قدسیہ سے امام مہدی کو حاصل ہوئی ہیں۔

کیونکہ جس صورت میں امام مہدی اور مسیح موعودؑ کے متعلق آنحضور ﷺ نے نہایت صراحت سے پیشگوئیاں کی ہیں اور بزرگان امت اس کا عظیم مرتبہ تسلیم کرتے آئے ہیں، یہ بات لازمی امور میں داخل ہو جاتی ہے کہ امام مہدی کے مزار پر حاضر ہوا جائے اور رسول کریم ﷺ کا سلام پہنچایا جائے۔

امام مہدی کا مقام اور مرتبہ

جاننا چاہئے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا بہت عظیم مرتبہ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور اقوال بزرگان میں بیان ہوا ہے۔ گزشتہ قسط میں یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ سورۃ جمعہ میں آنحضور ﷺ کی دو بعثتوں کا ذکر ہے۔ بخاری کی حدیث بھی بیان کی جا چکی ہے کہ دراصل آخری زمانہ میں آنحضور ﷺ کی دوسری بروزی بعثت ہوگی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، امام عبدالرزاق قاشانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ملّا جامیؒ، حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت خواجہ غلام فریدؒ اور حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتویؒ وغیرھم کا مذہب بھی یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دوسری بروزی بعثت امام مہدی کے وجود میں ہوگی۔

اس جگہ بعض اور حوالہ جات درج کئے جارہے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ امام مہدی کا ان بزرگان کے نزدیک کیا مقام تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

''حَقٌّ لَهٗ اَنْ يَنْعَكِسَ فِيْهِ اَنْوَارُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَزْعَمُ الْعَامَّةُ اَنَّهٗ اِذَا نَزَلَ اِلَى الْاَرْضِ كَانَ وَاحِدًا مِنَ الْاُمَّةِ كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحٌ لِلْاِسْمِ الْجَامِعِ الْمُحَمَّدِيِّ وَ نُسْخَةٌ مُنْتَسِخَةٌ مِنْهُ فَشَتَّانِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَحَدٍ مِنَ الْاُمَّةِ۔''

(الخیر الکثیر صفحہ 72 مطبوعہ بجنور)

یعنی امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو۔ عوام کا خیال ہے کہ مسیح جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو وہ صرف ایک امتی ہوگا۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح ہوگا۔ اور اسی کا دوسرا نسخہ ہوگا۔ پس اُس میں اور ایک عام اُمتی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔

نیز فرمایا :

''اِنَّ الْمَهْدِيَّ الَّذِيْ يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ يَكُوْنُ جَمِيْعُ الْاَنْبِيَاءِ تَابِعِيْنَ لَهٗ فِي الْعُلُوْمِ وَالْمَعَارِفِ لِاَنَّ قَلْبَهٗ قَلْبُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔'' (شرح فصوص الحکم صفحہ 35)

یعنی آخری زمانہ میں مہدی ظاہر ہوگا تو تمام انبیاء علوم و معارف کے لحاظ سے اس کے تابع ہوں گے۔ کیونکہ اس کا دل درحقیقت قلبِ محمدیؐ ہوگا۔

اسی طرح شیعہ بزرگ حضرت امام جعفر صادق صاحبؒ کی روایت ہے کہ جب امام مہدی ظاہر ہوں گے تو کعبہ سے ٹیک لگا کر لوگوں کو کہیں گے:

(ترجمہ از عربی عبارت) ''اے لوگو! سنو جو چاہتا ہے کہ آدم وشیث کو دیکھے سو وہ میں ہوں۔ سنو! جو چاہتا ہے کہ نوح اور اس کے بیٹے سام کی طرف دیکھے سو وہ میں ہوں۔ سنو! جو چاہتا ہو کہ ابراہیم واسمعیل کو دیکھے پس میں ہی ابراہیم اور اسمعیل ہوں۔ سنو! جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہتا ہے پس میں ہی موسیٰ اور یوشع ہوں۔ سنو جو چاہتا ہے عیسیٰ اور شمعون کو دیکھے وہ مجھے دیکھے میں ہی عیسیٰ اور شمعون ہوں۔ سنو! جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنینؓ کو دیکھنا چاہتا ہے سو میں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور امیر المومنینؓ بھی۔ سنو! جو ائمہ کو دیکھنا چاہتا ہے جو حسین کی اولاد میں سے ہیں سو وہ سب میں ہی ہوں۔ میری دعوت قبول کرو کیونکہ میں تمہیں ایسی باتوں کی خبر دیتا ہوں جن کی تمہیں خبر دے دی گئی تھی اور جن کی تمہیں خبر نہیں دی گئی تھی۔''

(بحار الانوار جلد 13 باب ما یکون عند ظہورہ صفحہ 202)

بزرگان امت کے ان اقوال سے امام مہدی کے مقام و مرتبے کا اندازہ ہوتا ہے۔ خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا قول کہ امت محمدیہ میں آنے والے مسیح کا یہ حق ہے کہ اس میں سید المرسلین آنحضرت ﷺ کے انوار کا انعکاس ہو، اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ امام مہدی اور مسیح موعود کے وجود باجود سے انوار محمدی کا انعکاس ہوگا۔ اور آنحضرت ﷺ کے انوار و برکات کی تاثیر امام مہدی کے وجود کو بھی اس لائق بنادے گی کہ اس سے بھی انہیں انوار و برکات کا اظہار ہو جو آپؐ کے وجود باجود سے ہوتا ہے۔

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر بھی ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے

آج ہم جب مسجدوں کی تعمیر کی باتیں کرتے ہیں تو ہر جگہ مسجد کے چھوٹے ہونے کی بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں نہ چھوڑے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو خود بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں

قادیان میں اب جہاں جماعتی عمارات میں اضافہ ہو رہا ہے، دفاتر کے علاوہ کارکنان کے رہائشی کوارٹرز اور فلیٹس بھی بن رہے ہیں۔ دوسری عمارتیں بن رہی ہیں۔ وہاں قادیان کے اپنے رہائشیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کر کے توفیق دے رہا ہے کہ وہ اپنے بڑے اور وسیع گھر بنائیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے صاحب حیثیت احمدی بھی اپنی عمارتیں اور گھر بنا رہے ہیں۔ پھر دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی بھی اس طرف توجہ ہے۔ لیکن بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں

قادیان کی ترقی سے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی بیان فرمودہ روایات کا ایمان افروز تذکرہ اور احباب کو ضروری نصائح

قبروں پر پھولوں کی چادر چڑھانا یا پھول رکھنا یہ سب لغو باتیں ہیں۔ کسی قسم کا مشرکانہ فعل قبروں پر جا کر نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نہیں کرتے

مکرم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 08 مئی 2015ء بمطابق 08 ہجرت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ جمعہ کو میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے واقعات میں قادیان کے ابتدائی واقعات کا ذکر کیا تھا۔ کس طرح اس وقت قادیان کے اردگرد علاقے کی حالت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ سیر کے وقت بھی ایک آدھ آدمی ساتھ ہوتا تھا اور راستہ بھی جھاڑیوں کے بیچ میں سے گزرتا ہوا چھوٹا سا راستہ تھا اور اب قادیان کس طرح ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی عام آبادیوں کی ترقی کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ بڑی شاہراہوں اور سڑکوں کے قریب جو آبادیاں ہوتی ہیں وہ تو ترقی کرتی ہیں لیکن قادیان تو ایک کونے میں تھا، سڑک بھی نہیں تھی پھر بھی ترقی کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی اور پھر ترقی ہوئی اور آجکل کے قادیان کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں بلکہ قادیان کا وہ حصہ جو جماعت کے زیر تصرف ہے اس میں تو اب عمارتوں کی وسعت اور خوبصورتی کی وجہ سے سرکاری اداروں کی طرف سے بھی بعض فنکشن پر انہیں استعمال کرنے کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔

بہر حال اس ترقی کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود نے ترقی کے اس نشان کی بعض جگہ اور تفصیل بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے۔ گو تم نے اس زمانے کو نہیں پایا مگر ہم نے اسے پایا اور دیکھا ہے۔ پس اس قدر قریب زمانے کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں۔ اَور نشانات جانے دو۔ مسجد مبارک کو ہی دیکھو۔ مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے اس کے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے یہ اس زمانے کی مسجد تھی اور اس میں نماز کے وقت کبھی ایک اور کبھی دو سطریں ہوتی تھیں۔ (یعنی صفیں ہوتی تھیں۔) اس ٹکڑے میں تین دیواریں ہوتی تھیں۔ ایک تو دو کھڑکیوں والی جگہ اور اس حصے میں امام کھڑا ہوا کرتا تھا۔ پھر جہاں (آپ اس وقت بیان کر رہے تھے۔ وہاں پرانا حصہ بھی محفوظ ہے) اب ستون ہے وہاں ایک اور دیوار تھی اور ایک دروازہ تھا۔ اس حصے میں صرف دو قطاریں نماز کی کھڑی ہو سکتی تھیں اور فی قطار (یعنی فی صف) غالباً پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ اس حصے میں کبھی ایک قطار نمازیوں کی ہوتی اور کبھی دو ہوتی تھیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) مجھے یاد ہے جب اس حصہ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصے میں نمازی کھڑے ہوئے تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ گویا جب پندرھواں یا سولھواں نمازی آیا تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ (آپ فرماتے ہیں کہ) تم نے غالباً غور کر کے وہ جگہ نہیں دیکھی ہوگی (بلکہ اب، آجکل بھی قادیان کے رہنے والوں نے غور نہیں کیا ہوگا) مگر وہ ابھی تک موجود ہے۔ جاؤ اور دیکھو۔'' (وہاں کے رہنے والے بھی اس بات پر غور کریں اور جو جلسہ پر جاتے ہیں یا ویسے سال کے دوران جاتے ہیں۔ اب تو جاتے رہتے ہیں، وہ بھی وہاں جا کر کھڑے ہوں اور تصور میں وہ پرانا زمانہ لے کر آئیں تو ایمان میں یقیناً تازگی پیدا ہوتی ہے۔)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں ''صحابہ کا طریق تھا کہ وہ پرانی باتوں کو کبھی کبھی عملی رنگ میں قائم کر کے بھی دیکھا کرتے تھے اس لئے تم بھی جا کر دیکھو۔ اس حصے کو الگ کر دو جہاں امام کھڑا ہوتا تھا اور پھر وہاں فرضی دیواریں قائم کرو اور پھر جو باقی جگہ بچے اس میں جو سطریں ہوں گی ان کا تصور کرو اور اس میں تیسری سطر قائم ہونے پر ہمیں جو حیرت ہوئی کہ کتنی بڑی کامیابی ہے اس کا قیاس کرو اور پھر سوچو کہ خدا تعالیٰ کے فضل جب نازل ہوں تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔''

پھر اس تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے جو اپنوں میں بھی ہوئی۔ یعنی کہ جو عزیز رشتے دار تھے ان میں بھی پھر بعد میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ پہلے مخالف تھے اور پھر وہ جماعت میں بھی شامل ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں۔ ''مجھے یاد ہے کہ ہمارا ایک کچا کوٹھا ہوتا تھا اور بچپن میں کبھی کبھی کھیلنے کے لئے بھی ہم اس پر چڑھ جایا کرتے تھے۔ اس پر چڑھنے کے لئے جن سیڑھیوں پر ہمیں چڑھنا پڑتا تھا وہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے مکان کے پاس سے چڑھتی تھیں۔ اس وقت ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آ کر احمدی بھی ہو گئیں مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں کہ ''جیو جیا کاں او ہو جئی کوکو''۔ میں بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا اس پنجابی فقرے کے معنی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جیسا کوّا ہوتا ہے ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔ کوّے سے مراد (نعوذ

باللہ) تمہارے ابّا ہیں اور کوکو سے مراد تم ہو۔ (آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو) مگر پھر مَیں نے وہ زمانہ بھی دیکھا کہ وہی تائی صاحبہ (جو یہ سب کچھ کہا کرتی تھیں) اگر کبھی مَیں ان کے ہاں جاتا تو بہت عزت سے پیش آتیں۔ میرے لئے گدا بچھاتیں اور احترام سے بٹھاتیں اور ادب سے متوجہ ہوتیں اور اگر میں کہتا کہ آپ کمزور ہیں، ضعیف ہیں، ہلیں نہیں یا کوئی تکلیف نہ کریں تو وہ کہتیں کہ آپ میرے پیر ہیں۔ گویا وہ زمانہ بھی دیکھا جب میں 'کوکو' تھا اور وہ بھی جب میں پِیر بنا۔ اور ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔ پس ان انسانوں کو دیکھو اور ان سے فائدہ اٹھاؤ اور اپنے اندر وہ تبدیلی پیدا کرو کہ جو تمہیں خدا تعالیٰ کا محبوب بنا دے اور تم حزب اللہ میں داخل ہو جاؤ۔'' (ماخوذ از الفضل 13 اپریل 1938ء صفحہ 9 جلد 26 نمبر 85)

پس جیسا کہ میں نے کہا یہ واقعات جو ایمان میں تازگی اور ترقی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے ہونے چاہئیں۔ یہ ہمیں بتانے والے ہونے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں ہم نے بھی ان سے حصہ لینا ہے۔ اور قادیان کے رہنے والے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔

ہم میں سے بہت سے اس بات کو جانتے ہیں اور اس بات کا ذکر بھی ہوتا رہتا ہے۔ گزشتہ کچھ خطبوں میں مَیں نے واقعات بھی بیان کئے تھے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قادیان ترقی کرے گا۔ اور اس کا پھیلاؤ دریائے بیاس تک ہو جائے گا۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا کی بنیاد پر کی تھی۔ اب مسجد مبارک کی حالت کا اور نمازیوں کی تعداد کا یہ نقشہ جو حضرت مصلح موعود نے کھینچا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسجد ایک عام کمرے کے سائز سے زیادہ کی نہیں ہوگی اور پھر جماعت کی تعداد کا بڑھنا مسجدوں میں وسعت پیدا ہونا اور یہی نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قادیان کی ترقی اور پھیلاؤ کے بارے میں پیشگوئی کرنا آپ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے۔ گو ابھی قادیان کا پھیلاؤ اس حد تک نہیں ہوا لیکن جب ہم بہت سے نشانوں کو پورا ہوتے دیکھتے ہیں تو یقیناً ایک وقت آئے گا جب یہ نشان بھی پورا ہوتا ہؤا دنیا دیکھے گی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا آج کا قادیان اس زمانے کے قادیان سے بہت زیادہ وسعت اختیار کر چکا ہے۔ بہر حال حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کو کہ قادیان کی آبادی بڑھتے بڑھتے بیاس تک پہنچ جائے گی، اس کو مختلف زاویوں سے بیان فرماتے ہوئے جماعت کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ ذمہ داری صرف قادیان کے رہنے والوں کی ہی نہیں بلکہ ہر فردِ جماعت کو اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک تو آپ نے اس حوالے سے ہمیں نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ عجیب بات لگتی ہے کہ آبادی کے بڑھنے کا نمازوں سے کیا تعلق ہے۔ لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں میں یہی خوبصورتی ہے کہ ایک بات کے مختلف پہلو بیان فرما کر اس کی اہمیت کو مزید اُجاگر فرما دیتے ہیں۔

اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے جو میں نے بیاس تک پہنچنے کا کہا آپ فرماتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ قادیان کی آبادی بیاس تک پھیل گئی ہے''۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''میں اس رؤیا سے یہ سمجھتا ہوں کہ قادیان کی آبادی دس بارہ لاکھ ضرور ہوگی''۔ (اور اس وقت آبادی کے بڑھنے کے یہی اندازے لگائے جاتے تھے۔ ہو سکتا ہے اس سے بھی بڑھ جائے۔) ''اور اگر دس بارہ لاکھ کی آبادی ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ چار لاکھ لوگ جمعہ پڑھنے کے لئے آیا کریں گے''۔ (پس آپ فرماتے ہیں کہ) ''میرے نزدیک یہ مسجد (یعنی مسجد اقصیٰ) بہت بڑھے گی بلکہ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ چار لاکھ نمازی اس میں آ سکیں''۔ (اب ایک مسجد میں چار لاکھ نمازی آنا تو بہت مشکل ہے۔ مسجد اقصیٰ کی توسیع بھی ہوگئی، اگر اور بھی زیادہ توسیع کی جائے اور ارد گرد کے مکانوں کو بھی گرایا جائے تب بھی اتنی تعداد تو وہاں نماز نہیں پڑھ سکتی۔ جتنی حد تک توسیع ہو سکتی تھی وہ کی گئی۔ دارالمسیح کا جو علاقہ تھا یا جو گھر تھے ان کو محفوظ رکھنا بھی اس لئے ضروری تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی بعض تاریخی عمارتیں ہیں۔ اس لئے یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ تمام گھر گرا دیئے جائیں۔ اور سب اگر مسجد میں شامل کر بھی لئے جائیں تو جیسا کہ میں نے کہا پھر بھی تین چار لاکھ نمازی نماز نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں یہ عین ممکن ہے کہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ایک وقت ایسا آئے کہ قادیان میں ایک وسیع مسجد بنائی جائے جس میں تین چار لاکھ نمازی نماز پڑھ سکیں۔ بہر حال اُس وقت آپ کے سامنے یہ مسجد اقصیٰ ہی تھی اس کے مطابق بیان فرمایا۔ پھر آپ اسی مسجد اقصیٰ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ہمیں اس قدر بڑھانی پڑے گی کہ چار لاکھ نمازی اس میں آ سکیں۔) اس غرض کے لئے اسے چاروں طرف بڑھایا جا سکتا ہے۔ اس وقت بھی جس جگہ کھڑے ہو کر (آپ فرما رہے ہیں) مَیں خطبہ پڑھ رہا ہوں یہ اس حصے سے باہر ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھا۔ وہ مسجد اس موجودہ مسجد کا غالباً دسواں حصہ ہوگی۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ لوگوں کی مسجدیں خالی پڑی رہتی ہیں اور ہم اپنی مساجد کو بڑھاتے ہیں تو وہ اور تنگ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔

پھر آپ نے اپنا وہ واقعہ سنایا۔ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ ایک دفعہ ایک فعل مجھ سے ایسا ہوا جس سے میں سخت ڈرا اور اس میں میری ہی غلطی تھی۔ (آپ فرماتے ہیں) مَیں فوری طور پر پکڑا بھی گیا۔ لیکن (اس پر یہ بھی فرمایا کہ) میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جلد ہی میری بریّت ہوگئی (اور وہ واقعہ ہے جب آپ جمعہ کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ کہتے ہیں) میری عمر پندرہ سولہ سال تھی۔ جب گھر سے نکلا تو ایک شخص مسجد سے واپس آ رہا تھا تو اس نے کہا کہ مسجد میں تو نماز پڑھنے کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس لئے اس کی یہ بات سنی اور میں بھی واپس آ گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ظہر کی نماز پڑھ لی۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری شامت کہ مجھے تحقیق کر لینی چاہئے تھی کہ مسجد بھری ہوئی ہے بھی یا نہیں۔ یا وہاں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی جگہ ہے بھی یا نہیں۔ تو بہر حال آپ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ میں چھوٹی عمر سے ہی نمازوں کا پابند ہوں اور میں نے آج تک ایک نماز بھی کبھی ضائع نہیں کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ سے کبھی یہ دریافت نہیں فرماتے تھے کہ تم نے نماز پڑھی ہے یا نہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ جب میں گیارھویں سال میں تھا تو ایک دن میں نے ضحیٰ یا اشراق کی نماز کے وقت وضو کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کوٹ پہنا اور خدا تعالیٰ کے حضور میں خوب رویا اور میں نے عہد کیا کہ میں آئندہ نماز کبھی نہیں چھوڑوں گا اور خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس عہد اور اقرار کے بعد میں نے کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑی لیکن پھر بھی چونکہ میں بچہ تھا اور بچپن میں کھیل کود کی وجہ سے بعض دفعہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں سستی ہو جاتی ہے۔ اس لئے ایک دفعہ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس میری شکایت کی کہ آپ اسے سمجھائیں۔ یہ نماز باجماعت پوری پابندی سے ادا کیا کرے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میر محمد اسحٰق صاحب مجھ سے دو سال چھوٹے ہیں اور بچپن میں چونکہ ہم اکٹھے کھیلا کرتے تھے اور ہمارے نانا جان میر ناصر نواب صاحب کی طبیعت بہت تیز تھی۔ اس لئے وہ میر محمد اسحٰق صاحب کو ناراض ہؤا کرتے تھے اور سختی سے ان کو نماز پڑھنے کے لئے کہا کرتے تھے اور اس بات کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی علم تھا۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس کسی نے میرے متعلق یہ شکایت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک تو میر صاحب کی نماز پڑھتا ہے۔ (یعنی حضرت میر اسحٰق صاحب کے بارے میں فرمایا کہ وہ تو اپنے ابا کی نماز پڑھتا ہے) اب میں نہیں چاہتا کہ دوسرا میری نماز پڑھے۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ خدا کی نماز پڑھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے کبھی نماز کے متعلق نہیں کہا۔ میں خود ہی تمام نمازیں پڑھ لیا کرتا تھا۔

اس سے بچے یہ مطلب بھی نہ لیں کہ ماں باپ ہمیں نماز کے لئے نہ کہیں یا ماں باپ یہ سمجھ لیں کہ بچوں کو نماز کی طرف توجہ دلانا ہماری ذمہ داری نہیں ہے۔ حضرت مصلح موعود کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بہت کچھ حسن ظن تھا۔ نیز حضرت مسیح موعود کو یہ بھی پتا تھا کہ یہی مصلح موعود کا مصداق ہونے والا ہے۔ اس لئے یہ بھی یقین تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہی نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی اصلاح بھی فرماتا رہے گا۔ پھر حضرت مصلح موعود کا اپنا یہ فعل کہ گیارہ سال کی عمر میں نماز کے لئے بڑی رقّت سے دعا کرنا اس بات کا گواہ ہے کہ آپ کو نمازوں کی طرف توجہ تھی۔ بہر حال اس کے بعد آپ فرماتے ہیں کہ ''لیکن اس دن شاید میری غفلت کو اللہ تعالیٰ دُور کرنا چاہتا تھا کہ جو تھوڑی بہت سستی ہے بھی، بعض دفعہ نماز باجماعت رہ جاتی ہے اس کو دور کرنا چاہتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے دیکھ کر کہا (جب میں واپس آ گیا اور جمعہ نہیں پڑھا) کہ محمود ادھر آؤ۔ میں گیا تو آپ نے فرمایا تم جمعہ پڑھنے نہیں گئے۔ میں نے کہا کہ میں گیا تو تھا لیکن معلوم ہؤا کہ مسجد بھری ہوئی ہے وہاں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ میں نے کہنے کو تو یہ کہہ دیا۔ آپ فرماتے ہیں دل میں سخت ڈرا کہ دوسرے کی بات پر اعتبار کیوں کیا۔ معلوم نہیں اس نے جھوٹ کہا تھا یا سچ کہا تھا۔ اگر سچ بولا تب تو خیر لیکن اگر اس نے جھوٹ بولا ہے تو چونکہ اسی کی بات مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بیان کر دی ہے اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھ سے ناراض ہوں گے کہ تم نے جھوٹ کیوں بولا ہے۔ بہر حال کہتے ہیں میں اپنے دل میں سخت خائف ہوا کہ آج نا معلوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرماتے ہیں۔ اتنے میں نماز پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عیادت کے لئے آئے۔ آپ کو اُس وقت گردہ کی درد تھی۔ اس لئے جمعہ پر نہیں گئے تھے۔ تو میں قریب ہی اِدھر اُدھر منڈلا رہا تھا کہ دیکھوں آج کیا بنتا ہے۔ ان کے آتے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان سے سوال کیا کہ آج جمعہ میں لوگ زیادہ آئے تھے اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گنجائش نہیں رہی تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ میرا تو یہ بات سنتے ہی دل بیٹھنے لگا کہ خبر نہیں کہ اس شخص نے مجھ سے سچ کہا تھا یا جھوٹ کہا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے میری عزت رکھ لی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم میں خدا تعالیٰ کے احسانات پر شکر کرنے کا مادہ بہت تھا۔ انہوں نے یہ سنا تو کہا کہ حضور اللہ کا بڑا احسان تھا مسجد خوب لوگوں سے بھری ہوئی تھی۔ اس میں بیٹھنے کے لئے ذرا بھی گنجائش نہیں تھی۔ تب میں نے سمجھا کہ اس احمدی نے جو کچھ کہا سچ کہا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری مسجدیں بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔'' (ماخوذ از الفضل 14 مارچ 1944ء صفحہ 10 جلد 33 نمبر 61)

پس قادیان کی وسعت، جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر بھی ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے۔

پس آج ہم جب مسجدوں کی تعمیر کی باتیں کرتے ہیں تو ہر جگہ مسجد کے چھوٹے ہونے کی بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں نہ چھوڑے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو خود بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہؤا دیکھیں۔

پھر حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کے حوالے سے جب یہ پیشگوئی کی گئی قادیان کی حالت کا مزید نقشہ کھینچا کہ قادیان کے حالات کیا تھے۔ فرماتے ہیں کہ ''مَیں اس پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جو قادیان کی ترقی کے متعلق ہے۔ پھر فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کو بتایا گیا کہ قادیان کا گاؤں ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر ہو جائے گا جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ کا شہر ہے۔ گویا نو دس لاکھ کی آبادی تک پہنچ جائے گا (جیسا کہ میں نے کہا یہ اس وقت کے اندازے کے مطابق آپ نے بات کی) اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً پھیلتے ہوئے بیاس تک پہنچ جائے گی جو قادیان سے نو میل کے فاصلے پر بہنے والے ایک دریا کا نام ہے۔ یہ پیشگوئی جب شائع ہوئی اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔ سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔ مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرائے پر مل جاتا تھا۔ مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپیہ کو قابل سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جایا کرتی تھی۔ بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقے کے تھے اور خود ہی بجائے اس کے کہ آٹا رکھیں، گندم رکھا کرتے تھے

اور دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے۔ چکّیاں تھیں۔ تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا۔ اس کا مدرّس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا۔ ڈاک ہفتے میں ایک دفعہ آتی تھی۔ تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے کیونکہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر تھا۔ (یعنی ریلوے لائن گیارہ میل پر تھی) اور اس کی سڑک بالکل کچی ہے۔ اور جن ملکوں میں ریل ہو ان میں اس کے کناروں پر جو شہر واقعہ ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے (یا سڑکیں ہوں یا ریل ہو۔) کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے مزدوروں کی آبادی کے ساتھ شہر کی ترقی ہو جائے۔ کوئی سرکاری محکمہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔ نہ ضلع کا مقام تھا، نہ تحصیل کا حتّٰی کہ پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔ قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید بھی چندسو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لا کر یہاں بسا دیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا۔'' (ماخوذ از دعوت الامیر، انوار العلوم جلد 7 صفحہ 561-560)

اب اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے ایک عقلمند شخص جو اس پیشگوئی پر غور کرے اور آج کے قادیان کو بھی دیکھے جو ابھی گو بیاس تک تو نہیں پھیلا لیکن اللہ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے تو پھر بھی آج کے قادیان کو دیکھ کر ہی اس بات کو نشان قرار دے گا بشرطیکہ عقل بھی اور انصاف کی نظر بھی ہو۔

پس جیسا کہ میں نے کہا ایک احمدی کے لئے تو یہ باتیں یقیناً ایمان کا باعث بنتی ہیں لیکن غیروں کی بھی اس طرف توجہ پیدا کرتی ہیں اور کئی ریسرچ کرنے والے یہاں سے جاتے ہیں۔ اسلام کے مضمون پہ ایک بڑے ماہر سمجھے جاتے ہیں، پروفیسر ہیں وہ احمدیت پر بھی ریسرچ کرنے کے لئے اور دیکھنے کے لئے کہ احمدیت جو حقیقی اسلام پیش کرتی ہے وہ کیا ہے، یہاں سے قادیان گئے اور اس کے بعد انہوں نے اپنے تأثرات لکھے اور وہ تأثرات ایسے ہیں کہ آدمی حیران ہوتا ہے کس طرح غیر بھی بعض باریکیوں میں جا کر نکات نکالتے ہیں۔ بہرحال ان کا جو مضمون ہے وہ شائع ہو جائے گا۔

پھر ایک موقع پر حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ''یہ نظارہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قادیان کی ترقی کے متعلق دیکھا اس کے متعلق یہ ضروری نہیں کہ قادیان کی ترقی کا سارا نظارہ آپ کو دکھا دیا گیا ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اس سے کم قادیان کی ترقی نہ ہو۔ اگر زیادہ ہو جائے تو وہ اس پیشگوئی میں کوئی حارج نہیں ہوگی بلکہ اس کی شان اور عظمت کو بڑھانے والی ہوگی۔ پس یہ خواب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا اس کے یہ معنی نہیں کہ اس سے آگے قادیان نہیں بڑھے گا۔ ممکن ہے کہ کسی وقت قادیان اتنا ترقی کر جائے کہ دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا ایک نالہ بن جائے اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیار پور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔'' (خطبات محمود جلد 28 صفحہ 35۔ الفضل 11 فروری 1947ء صفحہ 2)

قادیان میں اب جہاں جماعتی عمارات میں اضافہ ہو رہا ہے، دفاتر کے علاوہ کارکنان کے رہائشی کوارٹرز اور فلیٹس بھی بن رہے ہیں۔ دوسری عمارتیں بن رہی ہیں۔ وہاں قادیان کے اپنے رہائشیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کر کے توفیق دے رہا ہے کہ وہ اپنے بڑے اور وسیع گھر بنائیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے صاحب حیثیت احمدی بھی اپنی عمارتیں اور گھر بنا رہے ہیں۔ پھر دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی بھی اس طرف توجہ ہے۔ لیکن بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف قادیان کی ترقی ہی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جب ایک نشان ہم پورا ہوتا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورے ہونے کے بارے میں بھی یقین بڑھتا ہے۔ بعض دفعہ بعض حالات میں بعض لوگوں کے دل میں بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ خود ہی بعض اندازے لگا کر فیصلہ کر لیتے ہیں کہ یہ کام فلاں پیشگوئی کے مطابق اب ہو جائے گا۔ بعض تنگ حالات اور مشکلات کو دیکھ کر پریشان بھی ہوتے ہیں۔ پاکستان میں تو پریشانی ہے آج ہی پاکستان سے خبر آئی کہ پنجاب حکومت نے اپنے خیال میں فرقہ واریت کے خاتمہ کے نام پر مختلف طبقۂ فکر کی اور مختلف گروپوں کی، گروہوں کی بعض کتب بین (Ban) کی ہیں جس میں بعض جماعتی کتب بھی ہیں جن کا فرقہ واریت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ الفضل ہے، روحانی خزائن ہے، حکومت نے ان پر اَن پڑھ مولویوں کے کہنے پر بین لگا دیا ہے۔ مولوی جو کہتے ہیں وہ حکومت مان لیتی ہے۔ کبھی پڑھ کر یہ غور نہیں کریں گے کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتب میں اسلام کی حقیقی تعلیم کا خوبصورت نقشہ کھینچا ہے اور ہمیشہ اسلام کا دفاع کیا ہے اور مولویوں کو، مسلمانوں کو اور دوسرے مذاہب کو صحیح راستہ دیکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ بہرحال جیسے بھی حالات ہوں ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہئے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خدا تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ ''اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً'' کہ خدا تعالیٰ کی مدد اچانک آئے گی۔ حضرت مصلح موعود اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ تم آج قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم کل قیاس نہیں کر سکتے کہ وہ مدد کب آئے گی۔ تم تہجد کے لئے اٹھو گے تو تم خیال کر رہے ہو گے کہ ابھی منزل باقی ہے پتا نہیں کتنی دور اَور جانا ہے۔ صبح کی نماز پڑھ رہے ہو گے تو مصائب پر مصائب نظر آ رہے ہوں گے مگر جونہی سورج نظر آیا خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے پاس پہنچ جائے گی اور تمہارے دشمن کے لئے ہر طرف مصائب ہی مصائب ہوں گے۔

(ماخوذ از الفضل 30 جنوری 1949 صفحہ 6 جلد 3 نمبر 23)

پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں۔ خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی۔

اب بعض متفرق حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔ وقفِ نَو کی کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا کہ قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے یا پھول رکھنے میں کیا حرج ہے؟ یہ جائز ہے کہ نہیں؟ بہرحال اس کو میں نے جواب دے دیا تھا کہ یہ فضولیات ہیں، بدعات ہیں۔ ان سے بچنا چاہئے اور ان کا فائدہ بھی کوئی نہیں۔ لوگ قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر بھی بعض دفعہ ایسی حرکات کرتے تھے۔ پہلے بھی کرتے تھے، بعد میں بھی کرنے لگے۔ اس لئے اب وہاں جنگلہ لگا کر اس علاقے کو بند بھی کر دیا گیا ہے تا کہ یہ بدعات نہ پھیلیں۔ اس پر ایسا ہی واقعہ جب حضرت مصلح موعود کے علم میں آیا تو آپ نے ایک مرتبہ فرمایا۔ کہ ''مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار سے تبرک کے طور پر مٹی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر پھول چڑھا جاتے ہیں۔ یہ سب لغو باتیں ہیں۔ ان سے فائدہ کچھ نہیں ہوتا اور ایمان ضائع چلا جاتا ہے۔ بھلا قبر پر پھول چڑھانے سے مُردے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ ان کی روحیں تو اس قبر میں نہیں ہوتیں وہ تو اَور مقام پر ہوتی ہیں۔ ہاں اس میں شبہ نہیں کہ روح کو اس ظاہری قبر کے ساتھ ایک لگاؤ اور تعلق ضرور ہوتا ہے۔ (یہ مسئلہ بھی سمجھنا چاہئے) اور گو مرنے والے کی روحیں کسی بھی جہان میں ہوں اللہ تعالیٰ ان ظاہری قبروں سے بھی ان کی ایک رنگ میں وابستگی پیدا کر دیتا ہے۔ جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ ایک بزرگ کی قبر پر دعا کرنے کے لئے تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا جب میں دعا کر رہا تھا تو صاحب قبر اپنی قبر سے نکل کر میرے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا۔ مگر اس سے مراد یہ بھی نہیں کہ ان کی روح اس مٹی سے باہر نکلی بلکہ ظاہری تعلق کی وجہ سے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مٹی کی قبر پر کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو اپنی اصلی قبر سے آپ تک آنے کی اجازت دے دی۔ وہی قبر جس کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ یعنی پھر اسے مار دیا، پھر اسے قبر میں رکھا۔ اس قبر میں مرنے کے بعد انسان کی روح رکھی جاتی ہے''

(مزار حضرت مسیح موعودؑ پر دعا اور اس کی حکمت، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 189-188)

یعنی اس قبر سے اس کا تعلق ہوتا ہے اور اس تعلق کے حوالے سے اس کے لئے دعا ہوتی ہے۔ جو ظاہری قبر ہے اس سے بھی اس روح کا تعلق رہتا ہے اور اس حوالے سے اس کے لئے دعا ہوتی ہے ورنہ پھول وغیرہ چڑھانا کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ان بزرگ کے لئے بھی کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دل میں دعا کا ایک جوش پیدا ہوا ہوگا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو اس کی روح کی اصل جگہ سے اس قبر تک بھیجا اور وہ اس قبر کے اوپر آ گیا جس کو آپ نے کشفی حالت میں دیکھا۔ بعض روایتوں میں آتا ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وہاں کے پرانے لوگوں سے اس بزرگ کا حلیہ پوچھا جو روایتاً چلتا آ رہا تھا تو وہ آنکھوں وغیرہ کے نقش اور چہرے کے نقش وغیرہ بالکل وہی تھا جو آپ نے دیکھا تھا۔

بہرحال پھول وغیرہ قبروں کو یا روح کو کوئی فائدہ نہیں دیتے۔ ہاں دعائیں فائدہ دیتی ہیں جو کرنی چاہئیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ دفن ہوتے ہیں تو مٹی بن جاتے ہیں۔ یہ قانون قدرت ہے اور جب ایسی حالت ہو تو ظاہری پھولوں کی خوشبوؤں نے کسی کو کیا دینا ہے۔ روحوں کی جزا سزا کے لئے بھی تو روحیں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں اور ہوتی ہیں اور اس روح کے ثواب کے لئے اب دعا کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت کا سلوک کرے۔ کسی قسم کا مشرکانہ فعل قبروں پر جا کر نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نہیں کرتے۔ لیکن بعض دفعہ ایسی باتیں آتی ہیں کہ یہاں بھی بعض لوگ پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں اور یہ بے مقصد فعل ہیں۔ ہماری قبروں پہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

ایک اور واقعہ جس کا حضرت مصلح موعود نے ذکر فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے لکھے جانے اور پڑھے جانے سے متعلق ہے وہ بھی عجیب واقعہ ہے اور اس سے بعض ٹیڑھے لوگوں کی فطرت کا پتا لگتا ہے۔ یہ نہیں کہ بعد میں ٹیڑھے ہوتے ہیں شروع سے ہی ٹیڑھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے انجام بھی پھر صحیح نہیں رکھتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ''1897ء میں جب لاہور میں جلسہ اعظم کی بنیاد پڑی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس میں مضمون لکھنے کے لئے کہا گیا تو خواجہ صاحب ہی یہ پیغام لے کر آئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان دنوں میں اسہال کی تکلیف تھی۔ باوجود اس تکلیف کے آپ نے مضمون لکھنا شروع کیا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ختم کیا۔ مضمون جب خواجہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تو انہوں نے اس پر بہت کچھ ناامیدی کا اظہار کیا اور خیال ظاہر کیا کہ یہ مضمون قدر کی نگاہوں سے نہ دیکھا جاوے گا اور خوامخواہ ہنسی کا موجب ہوگا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بتایا تھا کہ ''مضمون بالا رہا''۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قبل از وقت اس الہام کے متعلق اشتہار لکھ کر لاہور میں شائع کرنا مناسب سمجھا اور اشتہار لکھ کر خواجہ صاحب کو دیا کہ اسے تمام لاہور میں شائع اور چسپاں کیا جائے اور خواجہ صاحب کو بہت کچھ تسلی اور تشفی بھی دلائی۔ مگر خواجہ صاحب چونکہ فیصلہ کر بیٹھے تھے کہ مضمون نعوذ باللہ لغو اور بیہودہ ہے انہوں نے نہ خود اشتہار شائع کیا نہ لوگوں کو شائع کرنے دیا۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا حکم بتا کر جب بعض لوگوں نے خاص زور دیا تو رات کے وقت لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر چند اشتہار دیواروں پر اونچے کر کے لگا دیئے تا کہ لوگ ان کو پڑھ نہ سکیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی کہا جا سکے کہ ان کے حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے کیونکہ خواجہ صاحب کے خیال میں وہ مضمون جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ 'بالا رہا' اس قابل نہ تھا کہ اسے ایسے بڑے محققین کی مجلس میں پیش کیا جائے۔ آخر وہ دن آیا جس دن اس مضمون کو سنایا جانا تھا۔ مضمون جب سنایا جانا شروع ہوا تو ابھی چند منٹ نہ گزرے تھے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جس طرح تاریخ میں ذکر آتا ہے لوگ بت بن گئے اور ایسا ہوا گویا ان پر سحر کیا ہوا ہے۔ وقت مقررہ گزر گیا۔ لوگوں کی دلچسپی میں کچھ کمی نہ آئی اور وقت بڑھایا گیا مگر وہ بھی کافی نہ ہوا۔ آخر لوگوں کے اصرار سے جلسے کا ایک دن اور بڑھایا گیا اور اس دن بقیہ لیکچر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ختم کیا گیا۔ مخالف اور موافق سب نے بالاتفاق کہا کہ حضرت مسیح موعود کا لیکچر سب سے بالا رہا اور خدا تعالیٰ کی بتائی ہوئی بات پوری ہوئی۔ مگر اس زبردست پیشگوئی کو خواجہ صاحب کی

کمزوریٔ ایمان نے پوشیدہ کر دیا۔ اب ہم ان واقعات کو سناتے ہیں مگر کجا ہمارے سنانے کا اثر اور کجا وہ اثر جو اس اشتہار کے قبل از وقت شائع کر دینے سے ہوتا۔ اس صورت میں اس پیشگوئی کو جو اہمیت حاصل ہوتی ہر ایک شخص بخوبی ذہن میں لاسکتا ہے‘‘۔ (آئینہ صداقت، انوار العلوم جلد 6 صفحہ 182-181)

کہتے ہیں خواجہ صاحب بڑے پڑھے لکھے تھے، وکیل تھے لیکن جب تکبر پیدا ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی بات کے آگے انسان اپنی عقل کو کچھ سمجھنے لگے تو انسان کی عقل پہ ایسا پردہ پڑتا ہے جو انسان کو بالکل بے عقل کر دیتا ہے اور کسی کام کا نہیں رہنے دیتا۔ یہ مضمون تو ایسا ہے کہ آج بھی جب ہم پڑھے لکھے غیروں کو یہ دیتے ہیں تو اس کو پڑھ کے وہ اس کی علمی حیثیت اور اسلام کی تعلیم سے متاثر ہو جاتے ہیں بلکہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ جب ان سے پوچھتا ہوں کس طرح احمدیت قبول کی؟ تو وہ بتاتے ہیں کہ ہم نے اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھ کے احمدیت قبول کی۔ لیکن خواجہ صاحب کے نزدیک یہ استہزاء کا موجب بن سکتا تھا اور پھر ڈھٹائی اتنی کہ ایک طرف تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں ہونے کا دعویٰ لیکن ساتھ ہی آپ کے حکم پر عمل بھی نہیں ہو رہا لیکن بعد میں لوگوں نے جو اس کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ کے فعل نے خود ہی ان کے منہ پر ایک طمانچہ لگا دیا۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ احمدیوں میں کس قسم کی دینی غیرت ہونی چاہئے؟ حضرت مصلح موعود نے ایک واقعہ بیان کیا۔ آپ کو کوئی رپورٹ پہنچی تھی کہ بعض لوگ ایسی جگہ گئے ہیں جہاں جماعت کو، بزرگوں کو غیر علماء گالیاں دے رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’’اوّل تو یہ سوال کہ جہاں گالیاں دی جاتی ہیں وہاں انسان جائے ہی کیوں۔ جہاں مخالف لوگ تقریریں کرتے ہیں اور بعض احمدی سننے چلے جاتے ہیں۔ ان کا وہاں جانا ہی بتاتا ہے کہ وہ حقیقی غیرت کے مقام پر نہیں ہیں کیونکہ کبھی کسی شخص کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ فلاں مقام پر میرے باپ کو گالیاں دی جا رہی ہیں میں جا کر سن آؤں؟ یا کوئی کسی کو اطلاع دے کہ فلاں جگہ تمہاری ماں کو گالیاں دی جا رہی ہیں اور وہ جھٹ جوتا ہاتھ میں پکڑ کر بھاگ اٹھے کہ سنوں، کیسی چٹخارے دار گالیاں دی جاتی ہیں؟ اگر تمہارے اندر حقیقی غیرت ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یا اپنے امام اور دوسرے بزرگوں کے متعلق گالیاں سننے کے لئے جاتے ہی کیوں ہو۔ تمہارا وہاں جانا بتاتا ہے کہ تمہارے اندر غیرت نہیں یا ادنیٰ درجہ کی غیرت ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ کیا اور آپ سے خواہش کی کہ آپ بھی مضمون لکھیں جو وہاں پڑھا جائے۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم ان لوگوں کی عادت کو جانتے ہیں یہ ضرور گالیاں دیں گے۔ اس لئے ہم ان کے کسی جلسہ میں حصہ نہیں لیتے۔ مگر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور لاہور کے بعض دوسرے لوگ جن کی خوشامد وغیرہ کر کے آریوں نے انہیں آمادہ کر لیا ہوا تھا کہنے لگے کہ اب چونکہ ملک میں سیاسی تحریک شروع ہوئی ہے اس لئے آریوں کا رنگ بدل گیا ہے۔ آپ ضرور مضمون لکھیں اس سے اسلام کو بہت فائدہ ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کراہت کے باوجود ان کی بات مان لی اور مضمون رقم فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو پڑھنے کے لئے لاہور بھیجا۔ آپ فرماتے ہیں میں بھی ساتھ گیا اَور بھی بعض دوست گئے۔ وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پڑھا گیا جس میں سب باتیں محبت اور پیار کی تھیں۔ اس کے بعد ایک آریہ نے مضمون پڑھا جس میں شدید گالیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھیں اور وہ تمام گندے اعتراضات کئے گئے تھے جو عیسائی اور آریہ کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے آج تک اپنی اس غفلت پر افسوس ہے۔ میرے ساتھ ایک اور صاحب بیٹھے تھے ٹھیک یاد نہیں کون تھے۔ جب آریہ لیکچرر نے سخت کلامی شروع کی تو میں اٹھا اور میں نے کہا میں یہ نہیں سن سکتا اور جاتا ہوں۔ مگر اس شخص نے جو میرے پاس بیٹھا تھا کہا کہ حضرت مولوی صاحب اور دیگر علمائے سلسلہ بیٹھے ہیں۔ اگر اٹھنا مناسب ہوتا تو وہ نہ اٹھتے۔ میں نے کہا ان کے دل میں جو ہو گا وہ جانتے ہوں گے مگر میں نہیں بیٹھ سکتا۔ مگر اس نے کہا راستے سب بند ہیں۔ دروازوں میں لوگ کھڑے ہیں۔ آپ درمیان سے اٹھ کر گئے تو شور ہو گا اور فساد پیدا ہو گا۔ چپکے سے بیٹھے رہو۔ میں ان کی باتوں میں آ گیا اور بیٹھا رہا۔ مگر مجھے آج تک افسوس ہے کہ جب ایک نیک تحریک میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی تھی تو مَیں کیوں نہ اٹھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ جلسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئی ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور حضرت خلیفہ اول پر بھی بڑے ناراض ہوئے کہ کیوں نہ آپ لوگ پروٹسٹ کرتے ہوئے، احتجاج کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ کسی طرح آپ کو یہ گوارا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ تو بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار ناراضگی کا اظہار فرما رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مولوی محمد احسن صاحب جلسے میں نہیں گئے تھے مجھے یاد ہے کہ چلتے چلتے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتوں کی تصدیق بھی کرتے جاتے تھے اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ ذہول ہو گیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ ’ذہول‘ کا لفظ میں نے ان سے اسی وقت پہلی دفعہ سنا تھا اور وہ یہ بات بار بار اس طرح کہتے کہ جس سے ہنسی آتی۔ (ذہول کا مطلب ہوتا ہے غلطی ہو گئی یا غفلت ہو گئی۔ افسوس کا اظہار بھی کرتے چلے جاتے تھے اور پھر ساتھ کہتے بھی جاتے تھے کہ ذہول ہو گیا۔) بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تھوڑی دیر بعد معاف کر دیا۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فیصلہ موجود ہے۔ پس ہمیشہ اس بات کی احتیاط کرنی چاہئے لیکن بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ ان گالیوں کو بعد میں ہم کتاب کی صورت میں شائع کر دیں کیونکہ یہ گالیاں پڑنا بھی سلسلہ کی تائید کا ایک حصہ ہیں۔ یہ ہر ایک کا کام نہیں کہ وہاں جائے اور لوگ جو کرتے ہیں یا جو وہ سنتے ہیں اسے اپنے ریکارڈ میں محفوظ کر لیں لیکن اس وقت اس مجلس میں جانا یا بیٹھنا اس مجلس کے اعزاز کو بڑھانا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہ سب کچھ جو مخالفین ہمارے بارے میں لکھتے ہیں ہم یہ لکھنے پر مجبور ہیں کیونکہ آئندہ نسلوں کو ان باتوں سے آگاہ کرنا ضروری ہے مگر مجلس میں جا کر بیٹھنے سے نہ آئندہ نسلوں کو کوئی فائدہ ہے اور نہ موجودہ زمانے کے لوگوں کو۔ اور جو ایسی مجلس میں جاتے ہیں وہ غیرت کو پامال کرتے ہیں۔ پس میں جماعت کے دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس سے احتیاط کریں، ایسی مجالس میں کوئی نہ جائے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 16 صفحہ 298 تا 300)

پس یہ بات ہمارے بڑوں کو بھی اور نوجوانوں کو بھی آج بھی یاد رکھنی چاہئے اور ایسی مجالس سے قرآنی حکم کے مطابق بھی اٹھ کر آ جانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیں صحیح فیصلے کرنے اور صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ضمناً مَیں پچھلے خطبہ کے حوالے سے ایک بات اور بھی کہہ دوں۔ گزشتہ خطبہ میں مَیں نے کھانسی دور ہونے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک واقعہ بیان کیا تھا۔ اس کے بعد ایک صاحب نے لکھا کہ میں نے خطبہ میں یہ پڑھا ہے کہ وہاں کیلے کا ذکر نہیں سیب کا ذکر ہے۔ بہرحال الہام پورا ہونا تھا وہ ہو گیا لیکن یہ دونوں ذکر آتے ہیں اور اس سیب کے ذکر میں بھی آپ نے یہ فرمایا کہ پہلے آپ نے کیلا کھایا۔ کھا رہے تھے کہ میں نے روکا تو رک گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد سیب کھانا شروع کر دیا جو حضرت خلیفہ رشید الدین صاحب لے کر آئے تھے اور اتنا کھٹا سیب تھا کہ اچھے بھلے انسان کو اس سے کھانسی ہو سکتی ہے۔ لیکن آپ نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ کھانسی دور ہو گئی۔ اس لئے میں نے باوجود نہ چاہتے ہوئے اس کھٹے سیب کو کھا لیا۔

(ماخوذ از تقدیر الٰہی، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 579)

تو بہرحال اصل چیز یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا سے اس کا علاج ہو چکا ہے اب کوئی چیز اثر نہیں کرے گی اور اس نے نہیں کیا۔ یہ میں آپ کو اس لئے بتا رہا ہوں کہ ایک خط تو مجھے آ چکا ہے اور لوگ کہیں اور واقعہ پڑھیں تو مزید بھی شاید آ جائیں۔ یہ واقعہ گزشتہ ہفتے بھی میرے پاس تھا لیکن میں نے پڑھا نہیں تھا۔ تو بہرحال کیلا اور سیب دونوں کا ذکر آتا ہے اور دونوں میں نے بیان کر دیئے۔

اب نماز جمعہ کے بعد ایک نماز جنازہ غائب بھی مَیں پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک درویش حاجی منظور احمد صاحب کا ہے۔ ان کی یکم مئی کو 85 سال کی عمر میں قادیان میں وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چانگریاں ضلع سیالکوٹ میں 1929 میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت نظام الدین صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور والدہ بھی آپ کی صحابی تھیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ نے فرنیچر بنانے کا کام سیکھا۔ 1947ء میں جب تحریک ہوئی کہ حالات کی سنگینی کی وجہ سے قادیان میں خدّام کو بلایا گیا ہے تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر آپ حفاظت مرکز کے لئے پچیس میل سے زائد پیدل سفر کر کے گہرے پانیوں میں سے گزر کر رتن باغ لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پاس پہنچے۔ وہاں سے بڑے مشکل حالات میں ستمبر یا اکتوبر 1947ء کو قادیان پہنچے۔ ابتدائی درویشان میں شامل ہو کر مخالف حالات میں بڑی بہادری اور جانفشانی سے خدمت کی۔ ابتدائی دنوں میں جبکہ بارشوں کی وجہ سے بعض چھتیں اور دیواریں گر گئیں تو آپ کو کیونکہ یہ ہنر آتا تھا آپ ان کی مرمت کر کے ٹھیک کیا کرتے تھے۔ اس طرح آپ کو بعض اہم خدمات بھی سپرد کی جاتی رہیں۔ جو کام بھی آپ کے سپرد ہوا آپ نے انتہائی خوش اسلوبی اور محنت کے ساتھ انجام دیا جس میں بہشتی مقبرہ کی دیوار بنانا، لائبریریوں کی کتب کی حفاظت کا سامان کرنا وغیرہ شامل تھا۔ قادیان کے ماحول کو سازگار کرنے میں آپ نے غیر مسلموں سے رابطے کئے اور اپنے حسن سلوک سے ان کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ آپ ایک نہایت اچھے کاریگر تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کی تعمیرات کے لئے راج مستری کے علاوہ لکڑی کا ہر قسم کا کام کر لیا کرتے تھے۔ ضرورت کے مطابق اپنی ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے کام کے لئے اچھا ڈھنگ نکال لیتے۔ آپ کو منارۃ المسیح پر ماربل لگانے کی سعادت بھی ملی۔ ماربل کی بڑی بھاری سلیں اوپر چڑھانے کے لئے آپ نے لکڑی کا سٹینڈ اور دیسی قسم کی مشین بنائی کیونکہ اوپر چڑھانے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ اس کے ذریعہ پورے منارے پر سلیں لگائیں۔ اوپر کا گنبد بنانا بہت مشکل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کام کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح سرینگر، جمّوں، مسکر اور ساندھن کی مساجد اور دہلی کی مسجد اور مشن ہاؤس میں غیر معمولی تعمیراتی کام بڑی حکمت سے کرنے کی سعادت پائی۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے موقع پر پنڈال لگانے کا کام بھی کرتے رہے۔ جماعتی اموال کا بہت درد تھا اور ہمیشہ معیار کو برقرار رکھتے ہوئے کم خرچ میں تعمیراتی کام کیا کرتے تھے۔ 1992ء میں حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ آخری وقت تک جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔ آپ کی شادی بڑی سادگی سے بڑے معجزانہ رنگ میں ہوئی۔ اہلیہ نے بھی بڑی تنگدستی کے حالات میں صبر و شکر سے ان کے ساتھ گزارا کیا اور آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ دو بیٹے جواں سالی کی عمر میں وفات پا گئے جن کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ آپ کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

✡...✡...✡

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

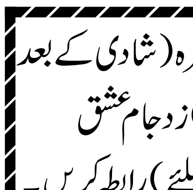

رابطہ: عبدالقدوس نیاز

098154-09445

ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم

احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز

چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے

Shivala Chowk Qadian (India)

Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,

E-mail: jk_jewellers@yahoo.com

Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

یاد رکھیں مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کی تعمیر کا مقصد یہی ہے کہ اس سے اللہ کا ذکر بلند ہو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے
مسجد کی تعمیر یہ احساس دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی پوری کوششوں کو بروئے کار لایا جائے

جماعت احمدیہ برازیل کی پہلی مسجد کے سنگ بنیاد کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

7 جون 2014 کو جماعت احمدیہ برازیل نے اپنی پہلی مسجد کی تعمیر کے سلسلہ میں سنگ بنیاد کی ایک پُروقار تقریب منعقد کی۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعمیر ہونے والی مسجد کا نام ''بیت الاوّل'' تجویز فرمایا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سنگ بنیاد کی تقریب کے لئے مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا کو اپنا ''نمائندہ خصوصی'' مقرر فرمایا۔ موصوف نے حضور انور کی نمائندگی میں پُرسوز دعاؤں کے ساتھ بنیاد میں وہ پہلی اینٹ رکھی جس پر حضور انور نے دعا کی تھی۔

اس تاریخی تقریب کے لئے شہر کے خاص خاص لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ کم وبیش 70 افراد نے اس میں شرکت کی جن میں ممبران جماعت کے علاوہ کونسل ممبرز، دو بڑے گرجوں کے پادری، بینک مینجرز، پروفیسرز، ڈائریکٹرز وغیرہ افراد شامل تھے۔

سنگ بنیاد کی تقریب سے قبل ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے کی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم وسیم احمد ظفر صاحب مبلغ برازیل نے پروجیکٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اس موقع کے لئے خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا جس کا ساتھ کے ساتھ لوکل زبان میں ترجمہ مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے کیا۔

بعد ازاں کونسل ممبران اور دیگر مذاہب کی نمائندگی میں دو گرجوں کے پادریوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور اس تاریخی مسجد کی تعمیر کے لئے جماعت کو مبارکباد بھی پیش کی۔

اس موقع پر مکرم فلاح الدین شمس صاحب انچارج مسجد پروجیکٹ نے بھی مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے بعض ضروری معلومات بتائیں۔ بعدۂ مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب مبلغ انچارج جماعت احمدیہ کینیڈا نے اختتامی خطاب کیا۔ آپ نے سب حاضرین کو وہ اینٹیں بھی دکھائیں جن پر حضور انور نے دعا کی تھی جن میں وہ اینٹ بھی شامل تھی جو مرکز قادیان سے منگوائی گئی تھی ۔ جلسہ کے بعد نمائندہ حضور انور، جماعتی عہدیداران، اور معزز مہمانان کرام نے بنیاد میں اینٹیں رکھیں۔ بہت سے مقامی لوگوں کو جب اینٹ رکھنے کے لئے کہا گیا تو انہوں نے بہت خوشی کا اظہار کیا اور اس کو اپنے لئے اعزاز سمجھتے ہوئے اینٹ رکھی۔ آخر میں مکرم مولانا مبارک احمد نذیر صاحب نے دعا کروائی جس کے بعد سب حاضرین کی خدمت میں مٹھائی تقسیم کی گئی۔

اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کے مثبت اور بہترین اثرات مرتب فرمائے۔ آمین۔ اخبار الفضل 6 مارچ 2015 میں سنگ بنیاد کی تفصیلی رپورٹ شائع ہوئی ہے۔ اس کے شکریہ کے ساتھ ذیل میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام قارئین بدر کیلئے پیش ہے۔

حضور انور کا خصوصی پیغام

''جماعت احمدیہ برازیل کو پہلی مسجد ''بیت الاول'' کا سنگ بنیاد رکھنے کی توفیق بھی مل رہی ہے اور اس کی مناسبت سے آپ نے جلسہ سالانہ کا موضوع 'خدا کا گھر' رکھا ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس اقدام کو مبارک فرمائے اور آپ کو بڑی اچھی اور خوبصورت مسجد بنانے کی توفیق بخشے۔ یاد رکھیں مسجد خدا کا گھر ہے اور اس کی تعمیر کا مقصد یہی ہے کہ اس سے اللہ کا ذکر بلند ہو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کیا جائے۔ مسجد کی تعمیر یہ احساس دلاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے اپنی پوری کوششوں کو بروئے کار لایا جائے اور ایسے لوگ پیدا ہوں جو اپنے مقصد پیدائش کو پہچانیں۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ عبادتگاہ کا مقصد یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو ماننے والے، اس کی عبادت کرنے والے آئیں۔ تمام انبیاء جو آئے ہیں انہوں نے یہی تعلیم دی کہ ایک خدا سے تعلق پیدا کریں۔ اس کی عبادت اور پھر مخلوق خدا سے ہمدردی کا تعلق رکھیں اور ہر ایک دوسرے کے حقوق ادا کرے۔ ہر نبی نے خدائے واحد کی عبادت کی تعلیم دی ہے۔ مخلوق کے حقوق ادا کرنے کی تعلیم دی ہے اور آپس میں پیار و محبت سے رہنے کی تعلیم دی ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ جہاں بھی مساجد تعمیر کرتی ہے اس کا اوّلین مقصد یہ ہوتا ہے کہ خدائے واحد کی عبادت کا پیغام ہر ایک کو دیا جائے۔ پس آپ نے یہ تمام حقوق ادا کرنے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسجد کی تعمیر کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کا تعارف بھی بڑھ جاتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ''یہ خانۂ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگئی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی ۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیام مسجد میں نیّت باخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے۔ نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو۔ تب خدا برکت دے گا''۔

(ملفوظات جلد نمبر 7 صفحہ نمبر 119۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ بھی یاد رکھیں کہ جماعت احمدیہ کی مساجد سب عبادت کرنے والوں کے لئے کھلی ہیں۔ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والا یہاں آکر اپنی عبادت کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نجران سے ایک عیسائی وفد مدینہ آیا جب ان کی عبادت کا وقت ہوا تو انہوں نے اجازت چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی مسجد نبوی میں ہی اپنی عبادت کر لیں۔ تو جماعت احمدیہ کی مساجد تمام مذاہب کی عبادت کے لئے کھلی ہیں ۔ تمام مذاہب خدا کی طرف سے ہیں۔ ہم سب خدا کی مخلوق ہیں۔ ہم کسی کو بھی جو خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے آتا ہے روک نہیں سکتے ۔ پس یہ مقاصد ہیں مساجد کی تعمیر کے اور آپ کی اس مسجد کو یہ مقاصد پورے کرنے چاہئیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کا ذکر بلند ہو۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کی آواز پر تمام کاروبار اور تجارتیں بھول کر عبادت کے لئے جمع ہو جاؤ۔ امن کا پیغام اس مسجد سے تمام ملک میں پھیلے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو آپ کو دینی اور روحانی ترقیات سے نوازے اور حقیقی عبادتگزار بنائے۔ (آمین)''

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور از صفحہ 16

ہے۔ چونکہ آپ نے قادیان میں ہی دفن ہونا تھا اس لئے آپ نے یہ ایک ایسی بات فرمائی جس سے قادیان سے آپ کی محبت اور الفت کا پتا لگتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود کی وفات اور اپنی حالت کا ذکر کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب فوت ہوئے تو یہ سمجھا گیا کہ آپ اچانک فوت ہو گئے ہیں لیکن مجھے پہلے سے اس کے متعلق کچھ ایسی باتیں معلوم ہوگئی تھیں جن سے معلوم ہوتا تھا کہ کوئی بڑا انقلاب آنے والا ہے مثلاً میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں بہشتی مقبرہ سے کشتی پر آرہا ہوں رستے میں پانی اس زور شور کا تھا کہ سخت بھنور پڑنے لگا اور کشتی خطرے میں پڑ گئی جس سے سب لوگ کشتی میں بیٹھے تھے ڈرنے لگے۔ جب ان کی یہ حالت مایوسی تک پہنچ گئی تو پانی میں سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ یہاں ایک پیر صاحب کی قبر ہے ان سے درخواست کرو تو کشتی نکل جائے گی۔ میں نے کہا یہ تو شرک ہے خواہ ہماری جان چلی جائے ہم اس طرح نہیں کریں گے۔ اتنے میں خطرہ اور بھی بڑھ گیا اور ساتھ والوں میں سے بعض نے کہا کہ کیا حرج ہے ایسا کر دیا جائے۔ اور انہوں نے پیر صاحب کو چٹھی لکھ کر بغیر میرے علم کے پانی میں ڈال دی۔ خواب میں یہ نظارہ نظر آرہا ہے۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اس چٹھی کو کود کر نکال لیا فوراً چھلانگ لگائی پانی میں اور نکال لیا اس خط کو اور جونہی میں نے ایسا کیا وہ کشتی چلنے لگ گئی اور کوئی خطرہ نہیں رہا۔ سب خطرہ جاتا رہا۔ فرماتے ہیں کہ جب حضرت صاحب فوت ہوئے اس وقت خدا تعالیٰ نے میرا دل نہایت مضبوط کر دیا اور فوراً میرا ذہن اس طرف منتقل ہوا کہ اب ہم پر بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے اور میں نے اسی وقت عہد کیا کہ الٰہی میں تیرے مسیح موعود کی لاش پر کھڑا ہو کر اقرار کرتا ہوں کہ خواہ اس کام کے کرنے کے لئے دنیا میں ایک بھی انسان نہ رہے پھر بھی میں کرتا رہوں گا۔ اس وقت مجھ میں ایک ایسی قوت آگئی کہ میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔ میرا وہی عہد تھا جس نے آج تک مجھے اس مضبوطی کے ساتھ اپنے ارادے پر قائم رکھا کہ مخالفت کے سینکڑوں طوفان میرے خلاف اٹھے مگر اس چٹان کے ساتھ ٹکرا کر اپنا ہی سر پھوڑ گئے۔

پس ہماری جماعت کے ہر شخص کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ دین کا کام میں نے ہی کرنا ہے اس عہد کے بعد ان کے اندر بیداری پیدا ہو جائے گی اور ہر مشکل ان پر آسان ہوتی جائے گی اور ہر عسر ان کے لئے یسر بن جائے گا ہر تنگی ان کے لئے آسائش بن جائے گی ان کو بیشک بعض تکالیف اور مصائب اور آلام سے بھی دوچار ہونا پڑے گا مگر وہ اس میں عین راحت محسوس کریں گے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ دین کی تکمیل کے لئے صرف تم ہی میرے مخاطب ہو۔ تمہارے صحابہ اس کام میں حصہ لیں یا نہ لیں لیکن تم سے بہرحال میں نے کام لینا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ رات دن اس کام میں لگے رہتے تھے اور آپ کی ہر حرکت اور آپ کا ہر سکون اور آپ کا ہر قول اور ہر فعل اس بات کے لئے وقف تھا کہ خدا تعالیٰ کے دین کو دنیا میں قائم کیا جائے اور آپ اس بات کو سمجھتے تھے کہ اصل میں میرا ہی کام ہے کسی اور کا نہیں اور یہی سنت ہے جس کو ہم نے اپنانا ہوگا۔

فرمایا: اس کے فضلوں کو جذب کرنے کی ہمیں حتی المقدور کوشش کرنی چاہئے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہئے کہ ہم شرک سے بھی دور رہیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کی بھی بھرپور کوشش کریں گے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ جو ہم نے اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کو لہرانے کا عہد کیا ہے اسے بھی پورا کریں گے انشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

لجنہ کی تنظیم جو احمدی عورتوں کی تربیت کے لئے بنائی گئی ہے اسی لئے بنائی گئی ہے کہ احمدی عورتوں میں یہ احساس ہو کہ ہماری جماعت میں الگ اور علیحدہ پہچان ہے یہ احساس ہر وقت رہنا چاہیے کہ اس پہچان کو ہم نے جماعت کے وقار کے لئے قائم رکھنا ہے اور مزید نکھارنا ہے

اگر تم سچ پر قائم رہنے والی ہو اور سچائی پھیلانے والی بن جاؤ گی تو معاشرے کے حسن کو نکھارنے میں بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہو گی

سورۃ الاحزاب کی آیت 36 کے حوالہ سے نہایت اہم نصائح

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے چمٹے رہنے والی ہوں۔ آپ کے عمل اور آپ کی تربیت کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پلنے والا ہر بچہ دنیائے احمدیت کا روشن چمکتا ستارہ بن جائے جو آپ کے لئے بھی قرۃ العین ہو اور جماعت کے لئے بھی۔ اللہ کرے کہ آپ کے نیکیوں پر چلنے کے عمل خلیفۂ وقت کو جماعت کی تربیت کی کمی کی پریشانی سے آزاد کرنے والے ہوں اور آپ میں سے ہر ایک خلیفۂ وقت کا دستِ راست بننے والی ہو۔

لجنہ اماء اللہ یوکے کے سالانہ اجتماع کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب فرمودہ 20 نومبر 2005ء

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔
اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ۔ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ۔ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا

(الاحزاب:36)

اسلام میں عورت کا جو مقام ہے اُس کو ہر احمدی عورت کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے خاص طور پر اس معاشرے میں بعض باتوں کی اس حد تک آزادی ہے جس کی کوئی بھی مذہب اجازت نہیں دیتا۔ اگر آپ اپنے اس مقام کو پہچان لیں تو آپ نیک باپ بھی پیدا کر رہی ہوں گی، نیک خاوند بھی پیدا کر رہی ہوں گی، نیک بھائی بھی پیدا کر رہی ہوں گی، نیک بیٹے بھی پیدا کر رہی ہوں گی، نیک داماد بھی پیدا کر رہی ہوں گی اور آج معاشرے میں جو جھگڑے اور فساد اور لڑائیاں ہیں اُن سے معاشرے کو صاف کر رہی ہوں گی۔ لیکن بہر حال اس کے لئے قربانی کرنی پڑے گی۔ اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینی پڑے گی اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنے کی طرف توجہ دینی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں سورۃ احزاب میں جس آیت کی ابھی مَیں نے تلاوت کی ہے عورتوں اور مَردوں کو بتایا ہے کہ اگر تم یہ یہ کام کرو تو تمہاری مغفرت بھی ہے۔ اس میں دس کام گنوائے گئے ہیں اور نہ صرف مغفرت ہے بلکہ اجرِ عظیم بھی ہے۔ اور جب خدا تعالیٰ یہ کہے کہ میں اجرِ عظیم عطا کروں گا تو اُس عظیم کا مطلب ہے کہ ایسا اجر جس کا تم سوچ بھی نہیں سکتے، ایسے انعامات جن کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ تم اس دنیا میں بھی اس کے پھل کھاؤ گی اور مرنے کے بعد بھی یہ پھل ہیں، یہ انعامات ہیں۔

ان باتوں میں پہلی بات یہ بیان فرمائی کہ کامل مسلمان بنو۔ صرف منہ سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا اظہار نہ کر دو۔ تمہارے دل میں اس تعلیم پر عمل کرنے کی طرف توجہ بھی ہونی چاہیے۔ اور ایمان لانے کا اس سے اگلا قدم یہ ہے کہ جب تم نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ اللہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اُس کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ تمام قدرتوں کا مالک ہے اور ربّ العالمین ہے کائنات کی ہر چیز کی پیدائش اُس کی ہے، اُس نے پیدا کی ہے تو پھر اس بات کو اپنے دل میں راسخ کرو۔ اس پر مکمل ایمان لاؤ اور ایمان کے تمام درجے طے کرو۔ قرآن کریم میں ایک مومن کے لئے جو باتیں درج ہیں اُن پر عمل کرنے والی بنو اور ایمان کی تاریخ میں تو قرآن کریم کے شروع میں ہی ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ایمان کامل تب ہو گا جب تم غیب پر ایمان لانے والی ہو گی۔ یہ یقین ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہے اور سب قوتوں کا مالک ہے۔ نماز پڑھنے والی، عبادت کرنے والی اور وقت پر نمازوں کی ادائیگی کرنے والی ہو گی۔ اور پھر جب خدا تعالیٰ کی خاطر مالی قربانی میں بھی حصہ لو گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم اور خلفاء کی مستقل تربیت کی وجہ سے آج احمدی خواتین میں مالی قربانی کا جذبہ بہت بڑھا ہوا ہے۔

آج بعض خواتین انتہائی تنگی کی حالت میں بھی جب انہیں کہا جائے کہ دین کی خاطر قربانی کرو تو بے دریغ بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لے رہی ہوتی ہیں اور اپنی پسندیدہ چیزیں بعض دفعہ زیور وغیرہ بھی پیش کر دیتی ہیں۔ لیکن دوسری جو چیزیں ہیں عبادت وغیرہ اُس کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پس جب تک اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور اُس کی عبادتوں کی طرف توجہ رہے گی اُس کی راہ میں جان، مال اور وقت کی قربانی کا تصور قائم رہے گا اور کرتی رہیں گی کوئی چیز بھی آپ کی ترقی کی راہ میں روک نہیں بن سکتی۔

پھر فرمایا کہ ایک خصوصیت یہ بھی ہے جس پر ہر مسلمان اور مومنہ عورت کو قائم ہونا چاہیے کہ وہ فرمانبردار ہو۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کی پابندی کرنے والی ہو، نظام جماعت کی مکمل اطاعت کرنے والی ہو۔

لجنہ کی تنظیم جو احمدی عورتوں کی تربیت کے لئے بنائی گئی ہے اسی لئے بنائی گئی ہے کہ احمدی عورتوں میں یہ احساس ہو کہ ہماری جماعت میں الگ اور علیحدہ پہچان ہے ہماری کوئی اہمیت ہے اور اگر مَردوں کے مقابلے پر بعض کام کرنے کے موقعے نہیں ملتے تو اپنی تنظیم کے تحت ہم وہ کام کریں جن سے بعد میں ظاہر ہوتا ہو کہ عورتوں نے کتنا کام کیا ہے اور مَردوں نے کتنا کام کیا ہے۔ تو بہر حال یہ احساس ہر وقت رہنا چاہیے کہ اس پہچان کو ہم نے جماعت کے وقار کے لئے قائم رکھنا ہے اور مزید نکھارنا ہے۔ اور اس مقصد کے لئے آپ کے مختلف پروگرام بنتے ہیں، تربیتی اجلاسات ہوتے ہیں، اجتماعات ہوتے ہیں۔ یہ اجتماع ہو رہا ہے تو اپنی تربیت کے لئے اپنے علم میں اضافے کے لئے اپنی فرماں برداری کا ثبوت دینے کے لئے، اپنی اولاد میں نظام جماعت کی روح پیدا کرنے کے لئے۔ ضروری ہے کہ اجتماعوں جلسوں اور اجلاسوں کے یہ جو سارے پروگرام ترتیب دئے جاتے ہیں آپ لوگ بڑھ چڑھ کر ان میں حصہ لیں۔ جو اس معاملے میں کمزور بہنیں ہیں ان کو بھی اپنے ساتھ ملائیں ان کو بھی پیار اور محبت سے سمجھا کر ان پروگراموں میں شامل کریں اس سے آپ اپنی اصلاح کے ساتھ ساتھ دوسرے کی اصلاح کی فکر بھی کر رہی ہوں گی اور اس وجہ سے دوہرا ثواب کما رہی ہوں گی اور یہ جو دوسروں کی اصلاح کی فکر ہے یہ بھی انبیاء کی سنت ہے۔ انبیاء کو سب سے زیادہ فکر اس بات کی رہتی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ پرائے معاملے میں ٹانگ اڑانے والی بات ہے۔ نہیں، بلکہ یہ فکر کرنی چاہیے لیکن طریقے سے، پیار سے، محبت سے۔

حدیث میں آیا ہے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو۔ تو جب ایک چیز آپ نے اپنے لئے پسند کی ہے تو اس نیکی کو دوسروں میں رائج کرنے کی کوشش کریں اس سے آپ معاشرے میں نیکیاں بکھیر رہی ہونگی اور جب آپ اس طرح عورت کی اصلاح کر رہی ہوں گی تو مستقبل کی نسلوں کی بھی اصلاح کر رہی ہوں گی۔

پھر جس بات کی ہم سے توقع کی جاتی ہے اور وہ انتہائی اہم بات ہے۔ وہ سچائی ہے۔ اگر تم سچ پر قائم رہنے والی ہو اور سچائی پھیلانے والی بن جاؤ گی تو معاشرے کے حسن کو نکھارنے میں بہت بڑا کردار ادا کر رہی ہو گی۔ اگر عورت میں یہ احساس ہو جائے کہ میں نے سچ پر قائم رہنا ہے اور ہر حالت میں جھوٹ کو اپنے قریب نہیں پھٹکنے دینا تو یہ ایک ایسا جہاد ہے جس سے نہ صرف اپنے آپ کو شرک سے پاک کر رہی ہوں گی بلکہ معاشرے کو بھی اس شرک سے پاک کرنے والی ہوں گی اور اپنی اولادوں کے دل میں بھی جھوٹ اور شرک کے خلاف احساس پیدا کر رہی ہوں گی اُن کی بھی تربیت کر رہی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کو بھی شرک کے برابر قرار دیا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں میں غلط بیانیاں جو ہیں یہ ہوتے ہوتے بڑے بڑے جھوٹ بننے شروع ہو جاتے ہیں۔ بچے ماؤں کی حرکتیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اُن کے زیر تربیت ہوتے ہیں۔ وہ جیسا ماں کو دیکھتے ہیں تو غیر محسوس طریقے پر ویسا خود بھی ہو جاتے ہیں۔ پس میں آپ عورتوں اور بچیوں کو اس بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اگر معاشرے سے شرک کا خاتمہ اور اپنی اگلی نسلوں کی بقاء چاہتی ہیں اُن کو پاک بنانا چاہتی ہیں تو جھوٹ کو معاشرے سے ختم کرنے کے لئے اور سچ کو معاشرے میں قائم کرنے کے لئے ایک مہم چلائیں۔ لجنہ اماء اللہ یوکے خاص طور پر اس پر کام کرے۔ پہلے بھی میں اس بارے میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں۔ اب سچ

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
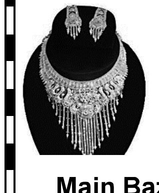
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

صرف اتنا نہیں ہے کہ کہیں کسی نے پوچھا تو سچ بول دیا بلکہ قولِ سدید سے کام لینا ہے۔ کوئی بھی ایسی بات نہیں کہنی جس سے ہلکا سا بھی جھوٹ کا شبہ پڑتا ہو یا کہیں بات چھپی نظر آتی ہو۔ ہر احمدی کی جو بات ہے بڑی واضح اور ہر قسم کے ابہام سے پاک ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق یہ چیز جہاں آپ کی مستقل اصلاح کا باعث بن رہی ہوگی وہاں آپ کو اللہ تعالیٰ کی مغفرت کی چادر میں بھی لپیٹ رہی ہوگی۔

پھر فرمایا کہ صبر کی عادت بھی ہے۔ صبر کرنا ایک مومن مسلمان عورت کا ایک امتیازی نشان ہے۔ گھروں میں بھی معاشرے میں بھی بہت سے ایسے معاملات ہوتے ہیں جن سے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹتا ہے۔ انسان بے صبرا ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے حالات ہو جاتے ہیں کہ انسان صبر نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ ان حالات میں بھی ایک مومنہ عورت کا یہی امتیازی نشان ہے، اُس کی یہی شان ہے کہ وہ صبر کرنے والی ہو۔ چھوٹی موٹی سسرال کی زیادتیاں بھی ہیں اِن کو بھی برداشت کرنے والی ہو ۔ خاوند سے اگر کوئی تکلیف پہنچی ہے تو اس پر بھی صبر کرے۔ دعا کرے۔ اللہ سے دُعا مانگیں اُن کو کسی دوسرے موقعے پر اچھا موڈ دیکھ کر سمجھا دیں لیکن فوراً لڑائی نہیں شروع ہو جانی چاہیے۔ اس سے پھر لڑائیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اگر اس طرح صبر کرنے والی ہوں گی اور موقع دیکھ کے سمجھانے والی ہوں گی تو گھروں کے ماحول کی بہت سی بدمزگیاں دور ہو رہی ہوں گی اور یہی چیزیں ہیں کہ جو بچوں میں اس تربیت کی وجہ سے جب پیدا ہوں گی تو آئندہ کے حسین معاشرے کی آپ ضمانت بن رہی ہونگی۔

پھر گھر کے ماحول کے علاوہ معاشرے میں بہت سی ایسی باتیں ہو جاتی ہیں جو تکلیف کا باعث بن رہی ہوتی ہیں۔ ہمسایوں سے، ماحول سے، دوستوں سے تکلیف پہنچ رہی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ بعض جماعتی عہدہ داروں سے لجنہ کی عہدہ داروں سے، اجلاسوں میں اجتماعوں میں بعض دفعہ تکلیف پہنچتی ہے۔ اگر وہاں صبر نہ کریں تو یا تو موقعے پر لڑائی شروع ہو جاتی ہے یا جب گھر جا کر اپنے خاوندوں سے عزیزوں سے رشتے داروں سے ذکر کریں گی تو پھر اس وجہ سے اس پورے ماحول میں ایک فساد پیدا ہو جاتا ہے۔ کئی شکایتیں ایسی آ جاتی ہیں کہ بعد میں گھروں میں جا کر لڑائیاں ہو رہی ہوتی ہیں۔ اس لئے فرمایا کہ صبر کرنا بھی مومن کی ایک بہت بڑی شان ہے۔ ایک مومن عورت کی یہ بہت بڑی شان ہے اور اس صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بے انتہا اجر سے نوازتا ہے۔

پھر عاجزی ایک بہت بڑا وصف ہے۔ اگر یہ پیدا ہو جائے تو ہر انسان ہر عورت ہر مرد ایک دوسرے کی عزت اور احترام کرنا شروع کر دے گا اور نتیجتاً معاشرے میں امن اور سلامتی قائم ہو جائے گی، معاشرہ امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔

کسی کو بعض دفعہ اپنے خاندان کی بڑائی کا احساس ہو رہا ہوتا ہے کسی کو اپنے امیر ہونے کا، دولت مند ہونے کا زیادہ احساس ہو رہا ہوتا ہے۔ کسی کو اپنی اولاد کی بعض خصوصیات کی وجہ سے بڑائی کا احساس ہو رہا ہوتا ہے غرض مختلف چیزیں ہیں جن سے انسان کے دماغ میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور جہاں تکبر ہو وہاں عاجزی کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہاں سے عاجزی ختم ہو جاتی ہے۔ ہم تو اُس مسیح و مہدی کے ماننے والے ہیں جس کو اُس کی عاجزی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تیری عاجزانہ راہیں اُسے پسند آئی ہیں۔ پس اے مسیحِ محمدی سے منسوب ہونے والی عورتو! اِس عاجزی کو اپنا خاص وصف بنا لو تا کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں تم بھی پسندیدہ ٹھہرو۔

پھر ایک خصوصیت یہ بیان فرمائی کہ سچی مومن عورتیں صدقہ کرنے والی ہیں۔ پہلے بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ مالی قربانیوں میں جو احمدی خواتین کرتی ہیں بڑھ چڑھ کر آگے آنے والی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور بھی توفیق دیتا چلا جائے۔

پھر روزہ رکھنے والیاں ہیں، عبادتیں کرنے والیاں ہیں۔ روزہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کی خاطر اُس کے حکم کے مطابق جائز باتوں سے کچھ وقت کے لئے رکنا۔ جن کی عام حالات میں اجازت ہو ان سے بھی اپنے آپ کو روک کے رکھنا۔ اس سے صبر کی بھی عادت پڑے گی، نیکیوں کی بھی عادت پڑے گی اور عبادتوں کی بھی عادت پڑے گی، قربانی کی بھی عادت پڑے گی، نظامِ جماعت سے تعاون کی بھی عادت پڑے گی۔ پس یہ جو دو ہفتے پہلے رمضان گزرا ہے اس نے آپ میں نیکیوں کو قائم کرنے کی عادت ڈالی ہے، صبر کی عادت ڈالی ہے اور بہت ساری نیکیاں کرنے کی عادت ڈالی ہے انہیں اب اپنی زندگیوں کا حصہ بنا لیں۔ اسلام کے ہر عمل کی یہی شرط ہے کہ اس میں مستقل مزاجی سے عمل کرنے کی طرف توجہ رہے۔

پھر اپنے آپ کو باحیا بنانا ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایمان کا حصہ ہے۔ حیا بھی ایمان کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کو جس طرح اپنے آپ کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے اس طرح احتیاط سے ڈھانپ کر رکھنا چاہیے۔ زینت ظاہر نہ ہو۔ حیا کا تصور ہر قوم میں اور ہر مذہب میں پایا جاتا ہے۔ آج مغرب میں جو بے حیائی پھیل رہی ہے اس سے کسی احمدی لڑکی کو کسی احمدی بچی کو کبھی متاثر نہیں ہونا چاہیے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔ لباس، فیشن کے نام پر بے حیائیاں ہیں۔

اسلام عورت کو باہر پھرنے اور کام کرنے سے نہیں روکتا اُس کو اجازت ہے لیکن بعض شرائط کے ساتھ کہ تمہاری زینت ظاہر نہ ہو۔ بے حجابی نہ ہو۔ مرد اور عورت کے درمیان ایک حجاب رہنا چاہیے۔ دیکھیں قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذکر میں بیان فرمایا ہے کہ جب وہ اُس جگہ پہنچے جہاں ایک کنویں میں تالاب کے کنارے بہت سے چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف دو لڑکیاں بھی اپنے جانور لے کے بیٹھی ہیں تو انہوں نے جب اُن سے پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے تو لڑکیوں نے جواب دیا کیونکہ یہ سب مرد ہیں اس لئے ہم انتظار کر رہی ہیں کہ یہ فارغ ہوں تو پھر ہم اپنے جانوروں کو پانی پلائیں۔ تو دیکھیں یہ حجاب اور حیا ہی تھی جس کی وجہ سے اُن لڑکیوں نے اُن مردوں میں جانا پسند نہیں کیا۔ اس لئے یہ کہنا کہ مردوں میں Mix up ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے یا اکٹھی gathering کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ علیحدگی فضول چیزیں ہیں۔ عورت اور مرد کا یہ ایک تصور ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے۔ عورت کی فطرت میں جو اللہ تعالیٰ نے حیا رکھی ہے ایک احمدی عورت کو اُسے اور چمکانا چاہیے، اُسے اور نکھارنا چاہیے، پہلے سے بڑھ کر باحیا ہونا چاہیے۔ ہمیں تو اللہ تعالیٰ نے تعلیم بھی بڑی واضح دے دی ہے اس لئے بغیر کسی شرم کے اپنی حیا اور حجاب کی طرف ہر احمدی عورت کو ہر احمدی بچی کو ہر احمدی لڑکی کو توجہ دینی چاہیے۔ یہاں کا ماحول اس طرف بڑھ رہا ہے۔ مغرب میں اگر آزادی میں بڑھیں تو پھر بالکل ہی آزاد ہو جائیں گی۔

پھر آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بنو۔ اگر تم ان خصوصیات کی حامل ہو گئیں جو پہلے بیان کی گئی ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والی بن گئیں۔ بجائے دنیا کی چکا چوند کے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی عبادت اور اس کی خوشی کو حاصل کرنا تمہارا مقصد بن گیا تو تمہیں ایسے اجر کی خوش خبری ہو جو تمہارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسا اجر ہے جو تمہیں پہلی امتوں کی عورتوں سے ممتاز کر دے گا، ان سے علیحدہ کر دے گا۔ اور اسلام کیونکہ دینِ فطرت ہے اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا بوجھ ہم پہ ڈال دیا ہے۔ اسلام کا دعویٰ ہے کہ اسلام کا کوئی حکم بھی انسان کی استعدادوں سے زیادہ نہیں ہے جو طاقتیں اُن کو دی گئی ہیں اُن سے زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے کوئی حکم بھی بوجھ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا بھی سکھا دی ہے کہ اے اللہ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈال جو میری طاقت سے زیادہ ہو۔ جب دُعا سکھا دی تو اس لئے سکھائی ہے کہ جو بوجھ بیان کئے گئے ہیں وہ تمہاری طاقتوں کے اندر ہی ہیں۔ ہر انسان کی استعدادیں ہوتی ہیں، اپنی طاقتیں ہوتی ہیں تو اس کے مطابق وہ عمل کرتا ہے اور اُس کے مطابق ہی عمل کرنے کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہر کام کے لئے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا محنت بھی کرنی پڑتی ہے اور قربانی بھی کرنی پڑتی ہے تو یہ محنت اور قربانی کرو گی تو اجرِ عظیم پاؤ گی۔ اب ایک مسلمان عورت کہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اجر بھی بڑھا کر دے جو کسی کے تصور میں بھی نہ ہو اور قربانی بھی نہ کرنی پڑے تو یہ تو نہیں ہو سکتا۔ ہر اچھی چیز حاصل کرنے کے لئے محنت اور قربانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ ان تمام حکموں پر عمل کرنے کے لئے قربانی تو کرنی پڑے گی۔ معاشرے کے غلط اثرات سے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بچانے کے لئے یہ عمل تو کرنے پڑیں گے اور نیک اعمال تو بجالانے پڑیں گے۔ معاشرے کے ہنسی ٹھٹھے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ان احکامات پر چلنے کی کوشش تو کرنی پڑے گی۔ تب ہی اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والی بھی ہو گی اور یہ کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں جن پر پہلوں نے کبھی عمل نہیں کیا یا آج کل عمل نہیں ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے اُن لوگوں میں جو انتہائی بُرائیوں میں پڑے ہوئے تھے آپ کو ماننے والیوں میں ایک انقلاب برپا ہو گیا تھا اور پھر آپ کے غلامِ صادق مسیح موعودؑ کے ماننے والیوں میں بھی ایک انقلاب برپا ہوا اُس کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں ان مثالوں کو ہمیں اپنے اندر بھی زندہ رکھنا ہے۔ اپنے آپ کو بھی مثالی احمدی بنانا ہے تا کہ ہم اگلی نسلوں کی بھی حفاظت کر سکیں۔

دیکھیں اسلام کی ابتدا میں مسلمان عورتوں پر ایسے ایسے ظلم ہوئے کہ ان کو اپنے ایمان چھوڑنے کے لئے کہا جاتا تھا اور جب وہ انکار کرتی تھیں تو اُن کو گرم تپتی ریت پر لٹایا جاتا تھا بھاری پتھر اُن پہ رکھ دیئے جاتے تھے۔ کوئلوں پر لٹا دیا جاتا تھا ان کی ٹانگیں دو اونٹوں سے باندھ کر ان دونوں اونٹوں کو مختلف سمتوں میں دوڑا دیا جاتا تھا یہانتک کہ ٹانگیں چر جاتی تھیں۔ دو علیحدہ ٹکڑے بن جاتے تھے ان عورتوں کے۔ لیکن پھر بھی انہوں نے اپنے ایمان کو کبھی ضائع نہیں کیا۔ انہوں نے یہ سب کچھ صرف اپنے ایمان کی خاطر برداشت کیا ہے اور ثابت کر دیا کہ ہمارا ایمان غیر متزلزل ہے اور کوئی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ کوئی سختی کوئی ظلم ہمیں ہمارے ایمان سے پرے نہیں لے جا سکتا۔ کوئی لالچ ہمارے ایمان کو کم نہیں کر سکتا۔ پھر مالی قربانی کا وقت آیا تو انہوں نے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ عورتوں نے پھینک پھینک کے اپنے زیوروں کے ڈھیر لگا دیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں بھی قربانیوں کی ضرورت پڑی تو عورتوں نے بڑھ چڑھ کر ان قربانیوں میں حصہ لیا۔ خلافتِ ثانیہ کے دور میں افغانستان میں ایک شخص کو شہید کر دیا گیا تو اس کی بیوی نے مردانہ جُرأت سے کام لیتے ہوئے اپنے خاوند کی لاش کا انتظام کیا، دشمنوں کے نرغہ میں سے نکال کے لائیں، پھر اپنے بچوں کو بڑے مشکل اور دشوار راستوں میں سے گزار کر لے کے آئیں۔ پاکستان میں انہوں

کلام الامام

”جب تک مسلمان قرآن شریف کے پُورے متّبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

طالبِ دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، حیدرآباد

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہر وہ کام جو بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔“

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف۔ (۲) کشّاف)

طالبِ دُعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب، ننگل باغبان۔ قادیان

نے خوف کے مارے یا ڈر کے مارے اپنے ایمان میں کمزوری نہیں دکھائی بلکہ اللہ تعالیٰ پہ مکمل ایمان تھا اور نیک اعمال کی طرف مکمل توجہ تھی اس وجہ سے اُس ایمان میں بھی ایک مضبوطی پیدا ہوئی۔

1920ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے برلن میں مسجد کے لئے اعلان کیا کہ عورتیں چندہ دیں تو ایک مہینے کے اندر اندر اُس زمانے میں ایک لاکھ روپیہ عورتوں نے اکٹھا کر دیا حالانکہ ہندوستان کی غریب عورتیں تھیں اور تھوڑی سی آمد تھی۔ اُس کے باوجود اتنا روپیہ اکٹھا ہو گیا اور بعد میں جب مسجد فضل لندن جو بنی تو اُسی رقم سے بنی، یہ عورتوں کی قربانیاں ہی تھیں۔ مَیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ آج بھی کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ کئی عورتیں میری کسی بھی مالی تحریک پہ اپنا زیور اور جمع پونجی لے کر آجاتی ہیں کہ آپ کی تحریک کے لئے ہے خرچ کرلیں۔ تو قربانیوں کی یہ مثالیں آج بھی ملتی ہیں لیکن ہمارے میں اور ہر عورت میں یہ مثال ہونی چاہیے۔ ان نیکیوں کو آپ نے زندہ رکھنا ہے۔ کسی وقتی جوش کے تحت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خالص بندی بننے کی کوشش کرتے ہوئے۔

حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک احمدی عورت مجھے ملنے آئی تو اُس نے آکر اپنا زیور نکال کر دے دیا۔ جب پاکستان ہندوستان کی پارٹیشن ہوئی ہے یہ اس وقت کی بات ہے۔ تو حضرت مصلح موعودؓ نے کہا کہ لُٹ پُٹ کے آئی ہو، سب کچھ ضائع ہو چکا ہے، یہ ایک زیور ہے، اپنے پاس رکھو، تمہیں اس کی ضرورت ہے۔ اُس عورت نے کہا نہیں جب میں چلی تھی تو میں نے یہ عہد کیا تھا کہ یہ زیور میں جماعت کی خاطر چندے میں دوں گی اور راستے میں سکھوں نے ہمیں لوٹ لیا، سارا زیور ضائع ہو گیا لیکن یہ بچ گیا ہے اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ میں اپنے پاس رکھوں۔ یہ مَیں آپ کو پیش کر رہی ہوں اور آپ اسے قبول کریں۔

تو یہ مالی قربانیوں کی مثالیں ہیں۔ ایک عہد کیا تھا کہ زیور دینا ہے تمام زیور راستے میں لوٹ لئے گئے، کچھ نہیں بچا صرف وہی ایک بچا لیکن کیونکہ عہد کیا تھا، اللہ تعالیٰ سے ایک وعدہ کیا تھا کہ میں نے چندے میں دینا ہے اس لئے اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی کہ یہ میں زیور دے دوں گی تو میرے پاس کیا رہ جائے گا۔ وہ وقتی جوش نہیں تھا جس کے تحت اُس عورت میں یہ زیور دینے کی تحریک پیدا ہوئی تھی بلکہ یہ اُس کے دل کی آواز تھی، ایمان کی گرمی تھی جس نے تمام نقصان ہونے کے باوجود اپنے خدا سے کئے گئے عہد سے منہ نہ موڑنے دیا۔ پس جب تک یہ مثالیں آپ لوگ قائم کرتی رہیں گی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجرِ عظیم کے وعدوں کی مصداق بنتی رہیں گی۔

پھر اولاد کی قربانی ہے۔ اب اولاد کی قربانی اس کے گلے پہ چھری پھیرنا تو نہیں ہے۔ ان کو دین کی خاطر وقف کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج احمدی مائیں اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔ بہت سی کمزوریوں کے باوجود جو ہم میں پیدا ہو گئی ہیں، ان پہلی ماؤں کا بعض معاملات میں تربیت کا ایک مسلسل اثر ہے کہ ان کمزوریوں کے باوجود بعض قربانیوں کے معیار پہلے سے بہتر ہوئے ہیں جو کہ آج سے پچاس ساٹھ ستر سال پہلے نہیں تھے تو یہ بات ایک مثال سے پوری ہوتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں ایک لڑکی کی مثال دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ ہوا کالج کی ایک سٹوڈنٹ میرے پاس آئی اور مجھے ایک رقعہ دیا جس میں دین کی خدمت کے لئے وقف کرنے کا لکھا ہوا تھا تو حضرت مصلح موعودؓ نے اس سے کہا کہ ابھی تو ہمارے پاس ایسا نظام نہیں ہے کہ ہم لڑکیوں سے کوئی دین کی خدمت لے سکیں اور لڑکیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کرسکیں۔ یہی ہوسکتا ہے کہ تم کسی واقفِ زندگی سے شادی کرلو تو وہ خاموش ہو کر چلی گئی۔ لیکن اس کی نیت نیک تھی۔ کچھ عرصہ بعد اس کا واقفِ زندگی سے رشتہ ہو گیا لیکن اس کا باپ نہیں مانتا تھا۔ وہ پھر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے پاس روتی ہوئی آئی کہ ایک واقفِ زندگی کا رشتہ آیا ہوا ہے اور میرا باپ نہیں مان رہا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت مولانا ابوالعطا صاحب کے ذریعے سے اس کے باپ کو سمجھوایا کہ بچی کا رشتہ کردو۔ خیر باپ بھی مان گیا۔ اس کا رشتہ ہونے کے کچھ عرصہ بعد پھر وہ روتی ہوئی آئی کہ اب میرا باپ کہتا ہے تمہاری شادی تو ہو گئی لیکن اگر تم واقفِ زندگی کے ساتھ ملک سے باہر گئی تو میں تمہارا منہ نہیں دیکھوں گا۔ انہوں نے کہا کہ اب مَیں بیمار ہوں اب مجھے تنگ نہ کرو۔ انہوں نے پھر حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کو بھیجا۔ انہوں نے پھر اس کے باپ کو جا کر سمجھایا تو خیر مسئلہ حل ہو گیا۔ تو یہ اس وقت اس احمدی بچی کی سچی روح اور تڑپ تھی جس کی وجہ سے وہ چاہتی تھی کہ مَیں دین کے لئے وقف کروں لیکن مرد راستے میں روک تھے۔ پس آج اس وقت کی لڑکی اور ویسی ہی بہت ساری لڑکیوں کی اپنی اولادوں کی نیک تربیت کا اثر ہے کہ باوجود اس کے کہ بعض معاملات میں جیسا کہ میں نے کہا تقویٰ کا معیار پہلے سے کم ہوا ہے خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے وقفِ زندگی اور دوسری بعض مالی قربانیوں کا معیار اور خواہش بڑھی ہے۔

اب وقفِ نو کی تحریک جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں آج تک بڑے جوش سے، بڑے جذبے سے مائیں اور باپ اپنے بچوں کو (زیادہ تر مائیں اپنے بچوں کو پیش کرتی ہیں) وقفِ نو میں زندگی وقف کے لئے پیش کر رہے ہوتے ہیں۔ لڑکا ہو یا لڑکی اس بات کی پرواہ نہیں کرتے کہ وقف کرنے کے بعد جب یہ بڑی ہو گی تو بچی یا بچے کو کہاں بھیجا جائے گا۔ جو بچیاں بڑی ہو گئی ہیں ان میں سے کئی کو مختلف ملکوں میں مَیں نے پوچھا ہے نہ ان کو پرواہ ہے نہ ان کے ماں باپ کو پرواہ ہے کہ آج جماعت ان سے کیا کام لیتی ہے اور کہاں بھیجتی ہے بلکہ بڑے ایمانی جذبے کے ساتھ اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کیا ہوا ہے۔

اس لئے ایک تو مَیں اس وقت جو واقفِ نو بچیاں ہیں اگر یہاں بیٹھی ہوئی ہیں تو ان سے بھی کچھ کہتا ہوں کہ ان کا بھی فرض بنتا ہے کہ اپنے میں ایمان بھی پیدا کریں، سچائی بھی پیدا کریں، عاجزی بھی پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ کے تمام احکامات پر عمل کرنے کے لئے ان کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں۔ جب تک سمجھیں گی نہیں عمل بھی نہیں ہوسکتا۔ غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا حکم دیئے ہیں، کیوں دیئے ہیں اور پھر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف بھی توجہ دیں تاکہ مُسلِمات بھی کہلا سکیں، مومنات بھی کہلا سکیں اور پھر عملی زندگیوں میں آکر اسلام کی خدمت کا صحیح حق ادا کرسکیں۔

پس یہ آج کی ماؤں کی بھی اور کل کی ماؤں کی بھی ذمہ داریاں ہیں اور جب تک احمدی مائیں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتی رہیں گی، اپنی نسلوں میں بھی یہ روح پھونکتی رہیں گی تو نیک مائیں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور نیک باپ بھی پیدا ہوتے رہیں گے۔ قربانیاں کرنے والی بیٹیاں بھی پیدا ہوتی رہیں گی اور قربانیاں کرنے والے بیٹے بھی پیدا ہوتے رہیں گے جو حقوق اللہ ادا کرنے والے بھی ہوں گے اور حقوق العباد ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے والے ہوں گے اللہ کی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والے بھی ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ سب کو توفیق عطا فرمائے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حکموں سے چمٹے رہنے والی ہوں۔ آپ کے عمل اور آپ کی تربیت کی وجہ سے آپ کی گودوں میں پلنے والا ہر بچہ دنیائے احمدیت کا روشن چمکتا ستارہ بن جائے جو آپ کے لئے بھی قرۃ العین ہو اور جماعت کے لئے بھی۔ اللہ کرے کہ آپ کے نیکیوں پر چلنے کے عمل خلیفۂ وقت کو جماعت کی تربیت کی کمی کی پریشانی سے آزاد کرنے والے ہوں اور آپ میں سے ہر ایک خلیفۂ وقت کا دستِ راست بننے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں ایک بات میں کہنا چاہتا ہوں کل آپ کی لجنہ کی صدر کا انتخاب ہوا تھا۔ ایک بات تو واضح کردوں کہ جماعت کے نظام میں جو مجلسِ شوریٰ ہے، مجلسِ شوریٰ کا جو ایجنڈا ہے، اس کو تجویزیں دی جاتی ہیں، بحث ہوتی ہے۔ یہ خلیفۂ وقت کے پاس ایک رائے ہوتی ہے، ایک مشورہ ہوتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر مشورہ اور ہر رائے مانی جائے۔ اور اگر کوئی رائے نہ مانی جائے تو بڑی خوش دلی سے ہر فردِ جماعت کو خلیفۂ وقت کی رائے کو قبول کرنا چاہیے۔ بعض دفعہ یہ تصور ہوتا ہے کہ کیونکہ شوریٰ میں یہ پاس ہو گیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس کیس کی منظوری ہو گئی اور یہ فیصلہ بن گیا۔ شوریٰ کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ شوریٰ کا مشورہ ہوتا ہے۔ لیکن بہرحال پریشان نہ ہوں۔ یہ جو الیکشن ہے اس بارے میں میں نے فیصلہ نہیں بدلا۔ اکثریت نے شمائلہ ناگی صاحبہ کے حق میں رائے دی تھی اُنہی کو میں آئندہ دو سال کے لئے صدر لجنہ اماء اللہ یوکے مقرر کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کو احسن رنگ میں کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ان سے بہترین تعاون کرنے والی ہوں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22 مئی 2015)

☆......☆......☆

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق اندھیروں میں پیدا کی پھر اس پر اپنے نور کا چھینٹا ڈالا۔ جس نے یہ نور حاصل کیا ہدایت پائی اور جس نے اسے چھوڑ دیا گمراہ ہو گیا۔

(جامع ترمذی کتاب الایمان باب فی افتراق ھذہ الامۃ حدیث نمبر 2566)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان (صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی و افراد خاندان)

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَکَانَکَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

اخبار ''آج کا انقلاب''، شموگہ کرناٹک

کے مسیح موعودؑ پر چند اعتراضات کا جواب

محمد عظمت اللہ قریشی (بنگلور، کرناٹک)

شموگہ شہر سے ''آج کا انقلاب'' نام کا ایک اخبار نکلتا ہے پتہ نہیں اُسے کیا سوجھی کہ ایک مُلّا سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف جھوٹے گندے من گھڑت پرفریب مضامین لکھا کر مذکورہ اخبار میں شائع کر کے جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی ناکام و نامراد کوشش کی تا کہ اخبار کی تعداد بڑھے اور مُلّا مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی کی روٹی کا بندوبست ہوجائے چاہے کذب کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو۔

ذیل میں ہم مفتی مذکور کے اعتراضات اور اس کے جواب درج کرتے ہیں:

اعتراض: انگریز کے ہاتھوں اپنا ایمان گروی رکھدیا انگریز کی موافقت میں تحریک جہاد کے خلاف فتویٰ دیا۔ انگریز کو انصاف پرور عدل کا داعی امن کا پیکر قوم کا ہمدرد اور معین و مددگار ثابت کرنے لگا۔

جواب: درحقیقت سکھا شاہی کے زمانہ میں پنجاب کے مسلمانوں پر بہت ظلم ہوا تھا مساجد میں اذان بند کردی گئی تھی اور اس کی جگہ بھینس گھوڑے گدھے باندھے جاتے تھے۔ انگریز حکومت نے اس ظلم سے رہائی دلائی اور مذہبی یا دینی معاملات میں مداخلت نہیں کی اس لئے چند شکریہ کے کلمات حضرت مرزا صاحب نے فرمائے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں جہاد کی تین اقسام بتائی گئی ہیں۔ (۱) جہاد بالنفس، اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر نیکیاں بجا لانا، اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد اکبر فرمایا ہے یعنی سب سے بڑا جہاد۔

(۲) تبلیغ کا جہاد یعنی مخالفین اسلام میں قرآن مجید اور اسلام کی حسین خوبیوں کو پھیلانا اور اُن کو اسلام کی طرف دعوت دینا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ یعنی بڑا جہاد۔

(۳) جب دشمن مسلمانوں سے بزور مذہبی آزادی چھین لے اور اسلامی ارکان کی بجا آوری میں روک پیدا کرے تو اپنے دین کی حفاظت اور مدافعت کی خاطر دشمنوں کے ظاہری ہتھیاروں کے مقابل پر ہتھیار اٹھانا۔ اسے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاد اصغر کا نام دیا ہے یعنی سب سے چھوٹا جہاد۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذکورہ بالا ہر سہ جہادوں میں سے اس دور میں صرف جہاد اصغر یعنی جہاد بالسیف کے التواء کا فتویٰ دیا ہے۔ مسیح موعود کے دور میں یہی مقدر تھا کہ تیر و تلوار کی جنگ موقوف ہو کر دلائل و براہین کی جنگ ہو۔ جہاد بالنفس کا عملی نمونہ پیش کیا جائے۔ اسی لئے مسیح کے دور کیلئے یَضَعُ الْحَرْبَ (بخاری شریف) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں یعنی مسیح موعود کا زمانہ تلوار کا نہیں بلکہ علمی دلائل کا زمانہ ہوگا۔

مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پہلے اور آپؑ کے ہمعصر لوگوں نے بھی انگریزی حکومت کی تعریف کی ہے۔ نمونۃً صرف چند ایک حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔ مثلاً سر سید احمد خان بانی علیگڑھ مسلم یونیورسٹی نے انگریزی حکومت کی وفاداری میں لکھا کہ:

''محسن کی احسان مندی...... ٹھیٹھ رکن اسلام ہے جس طرح ہم کو اپنے خدائے پاک کا شکر ادا کرنا ہوتا ہے جس کا احسان ہم پر ہے ہم دل سے (انگریز) بادشاہ عادل کے شکر گذار رہیں۔''

(خطبات سرسید احمد خان جلد اول صفحہ 192 لاہور)

سر سید احمد خان نے 1857ء کے غدر میں جو لوگ شریک ہوئے ان کے متعلق کہا کہ ان لوگوں نے حرام زدگی کی اور کچھ بھی ان کا اسلام سے تعلق نہیں۔''

(اسباب بغاوت ہند از سر سید احمد خان)

علامہ اقبال نے انگریز ملکہ کی وفات پر جو مرثیہ لکھا اس کے دو شعر ملاحظہ ہوں۔

اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایۂ خدا
اک غم گُسار تیرے مکینوں کی تھی گئی
ہلتا تھا جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے
زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اُسی کا ہے

(باقیات اقبال، صفحہ 74 تا 92 طبع دوم 1966 مطبع خادم التعلیم، لاہور)

ملک محمد جعفر صاحب ایڈوکیٹ نے ''احمدیہ تحریک'' کے نام پر ایک کتاب لکھی تھی وہ فرماتے ہیں۔

''مرزا صاحب کے زمانہ میں ان کے مشہور مقتدر مخالفین مثلا مولوی محمد حسین بٹالوی پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مولوی ثناء اللہ صاحب اور سر سید احمد خان سب انگریزوں کے ایسے ہی وفادار تھے جیسے مرزا صاحب یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جو لٹریچر مرزا صاحب کے رد میں لکھا گیا اس میں اس امر کا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ مرزا صاحب نے اپنی تعلیمات میں غلامی پر رضامند رہنے کی تلقین کی ہے۔''

(صفحہ 243 شائع کردہ سندھ ساگر اکیڈمی لاہور)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''پس سنو اے نادانو! میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ایسی گورنمنٹ سے جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کیلئے ہم پر تلواریں چلاتی ہے قرآن شریف کے رُو سے جنگ مذہبی کرنا حرام ہے کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔'' (کشتی نوح حاشیہ صفحہ 68)

جہاد کے التواء کا فتویٰ حضرت مرزا صاحب نے اپنے لوگوں کو اپنی جماعت کو دیا ہے تم لوگ تو حضرت مرزا صاحب کے منکر ہو مکذب ہو تمہیں روک کیسی؟ جاؤ جہاد کرو تم لوگوں کو حضرت مرزا صاحب نے نہیں روکا۔ جہاد کرو پھر انجام بھی وہی ہوگا جو اس زمانہ کے جہادیوں کا ہوا ہے۔ اگر کوئی چیز تمہیں پسند نہیں تو اُس سے کنارہ کرلو۔ تم جیسے ''برساتی'' ملاؤں کی وجہ سے اسلام اور مسلمان کسمپرسی میں بے یار و مددگار ہو گئے ہیں اپنے ہی بھائیوں کا خون بہہ رہا ہے۔ مسلمان کہیں بھی امن سے نہیں اس کی وجہ صرف نام نہاد علماء کی فتنہ پروری ہے۔

(۲) **الزام و اعتراض:** پھوپھی زاد بہن محمدی بیگم کے عشق کا جادو بھی سر پر سوار تھا۔ اس کے باوجود بھی شادی نہ ہوسکی۔

جواب: عیسائی پادری فنڈر نے بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت ام المومنین زینبؓ کے متعلق الزام لگایا تھا کہ نعوذ باللہ آپ اُن پر عاشق ہوگئے تھے یہی الزام آج یہ فتویٰ فروش لگا رہے ہیں۔ محمدی بیگم کی پیشگوئی بالکل سچی نکلی اور جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا تھا ویسا ہی ہوا اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ مرزا احمد بیگ کے خاندان کے بہت سے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر اس پیشگوئی کی صداقت کے گواہ بن گئے۔ پس جس خاندان کے ساتھ اس پیشگوئی کا براہ راست تعلق تھا وہ تو اس پیشگوئی کے مصدق ہیں اور انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں تو دوسروں کو اعتراض کا کیا حق ہے۔ اس پیشگوئی پر ہونے والے اعتراضات کا ہر پہلو سے ہمارے لٹریچر میں جواب دیا جا چکا ہے۔

اعتراض: مفتی لکھتا ہے۔ بڑا بننے کا جذبہ جاگ اُٹھا۔ مجدد ہونے کا اعلان پہلے کیا تا کہ تجدید کاری کے بہانے اسلام کے شیش محل پر نقب زنی کرنے میں آسانیاں پیدا ہوں...... پھر محدث اور مہدی ہونے کا اظہار کردیا۔ پھر حالات کو اپنے موافق اور خوش گوار تصور کرتے ہوئے اپنی نبوت کا دعویٰ کر بیٹھا...... حالانکہ آنحضرتؐ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آسکتا۔

جواب: سر ولیم میور ایک مشہور عیسائی مصنف ہے وہ اپنی کتاب ''لائف آف محمدؐ'' صفحہ 46-47 پر تدریجی دعویٰ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ اعتراض کرتا ہے کہ:

''ہم یہ قیاس کرسکتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) شک اور ہچکچاہٹ کے اس دور میں سے گزرنے کے بعد یہ کہنے لگا کہ یہ خدا کا پیغام ہے۔ دریں اثناء اس نے یہ کہا کہ سب خدا کے نام کی خاطر ہے یہ مقام اس کی تمام زندگی پر چھا گیا اور اس کی حرکات میں مدغم ہوگیا۔ وہ خادم بنا رسول بنا اور پھر خدا کا نائب۔ اس کے مشن کے دائرے ہمیشہ بڑھتے رہے اور ان کی بنیاد انہی اصولوں پر قائم رہی۔''

ولیم میور مزید لکھتا ہے ''مکہ میں کسی حاکم اعلیٰ کی غیر موجودگی اور آپس میں بٹی ہوئی حکومت نے محمد کو اس فیصلہ (یعنی نبوت) کا موقع دیا۔'' پھر وہ یہ اعتراض بھی اٹھاتا ہے ''مدینہ آنے کے چند ماہ بعد محمدؐ نے یہودیوں کو روزہ رکھتے ہوئے دیکھا اور جلدی سے اُسے اپنے لوگوں کیلئے اپنا لیا۔ اس سے پہلے یہ اسلامی حکم نہ تھا یہ اس دوران میں نافذ ہوا جب محمدؐ اپنے دین کو یہودیوں کے تہواروں کے ساتھ ساتھ رکھنا چاہتا تھا۔'' (لائف آف محمدؐ صفحہ 200)

مفتی مقصود عالم نے حضرت مسیح موعودؑ پر اعتراض کر کے تمام انبیاء موصومین پر نہایت بے باکانہ حملہ کیا ہے۔

(۱) حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ''مجھے خدا تعالیٰ کی پاک اور مطہر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ میں اُس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی و بیرونی اختلافات کا حکم ہوں''

(۲) آپ نے فرمایا ''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر لکھتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں وہی مسیح موعود ہوں جس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان احادیث صحیحہ میں دی ہے جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دوسری صحاح میں درج ہیں وکفی باللہ شہیدا۔

(اربعین نمبر 1 صفحہ 3 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان 1900ء)

مفتی مقصود عالم نے لکھا ہے جو نبی آخر الزمان کے بعد کسی دوسرے نبی کی ولادت کو ممکن مانے یا نبوت کا اعلان کرے دونوں کافر و مرتد ہیں یہ اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث اور اجماع امت سے ثابت ہے''

(آج کا انقلاب 10 جون 2014)

جواب: حضرت قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری فاضل تحریر فرماتے ہیں ایک دفعہ مجھے مولوی محمد اسماعیل صاحب کاندھلوی شیخ جامعہ اشرفیہ سے ان کی قیام گاہ پر ملاقات کا موقع میسر آیا تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ مولانا آپ نے اپنی کتاب مسک الختام فی ختم النبوۃ میں خاتم النبین کے معنی آخری نبی کئے ہیں حالانکہ آخری نبی آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں کیونکہ آپ ان کے دوبارہ آنے کے قائل ہیں اور انہیں نبی مانتے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف نے اس کے جواب میں کہا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی پیدا ہونے کے لحاظ سے مانتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہونے کے لحاظ سے آخری نبی نہیں ہیں۔ اس لئے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آسکتے ہیں۔ اس پر میں نے کہا مولانا یہ عقیدہ تو بڑا خطرناک ہے۔ اس پر مولانا نے فرمایا۔ اس میں کیا خطرہ ہے؟ میں نے کہا جناب خطرہ یہ ہے کہ اس عقیدہ سے ختم نبوت دو نبیوں میں تقسیم ہوجاتی ہے۔ آدھے آخری نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار پاتے ہیں اور آدھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار پاتے ہیں کیونکہ پیدا ہونے کے لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہوئے اور نور نبوت سے سب سے آخر میں مستفیض کرنے کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ آخری نبی قرار پائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورے آخری نبی تو نہ ہوئے اور خاتم النبیین بمعنے آخری نبی کے وصف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام شریک ہوگئے اس پر مولوی صاحب مہر بلب ہوگئے۔''

(انصار اللہ، نومبر-دسمبر 2011)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''مجھے خدا تعالیٰ نے میری وحی میں بار بار امتی کر کے بھی پکارا ہے اور نبی کر کے بھی پکارا ہے اور ان دونوں ناموں کے سننے سے میرے دل میں نہایت لذت پیدا ہوتی ہے اور میں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے عزت دی گئی ہے اس مرکب نام کے رکھنے میں حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ تا عیسائیوں پر ایک سرزنش کا تازیانہ لگے کہ تم تو عیسیٰ بن مریم کو خدا بناتے ہو مگر ہمارا نبی اس درجہ کا نبی ہے کہ اس کی اُمت کا ایک فرد نبی ہوسکتا ہے اور عیسیٰ کہلا سکتا ہے حالانکہ وہ اُمتی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم)

بانی مدرسہ دیوبند مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیوں کر صحیح ہوسکتا ہے۔ ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح ہوسکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسی کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔'' (تحذیر الناس صفحہ 3)

مولانا محمد طیب صاحب مرحوم سابق مہتمم دار العلوم دیوبند فرماتے ہیں:

حضور کی شان محض نبوت ہی نہیں نکلتی بلکہ نبوت بخش بھی نکلتی ہے کہ جو بھی نبوت کی استعداد پایا ہوا فرد آپؐ کے سامنے آیا نبی ہوگیا...... آپ کی یہ فیض رسانی اور سرچشمہ کمالات نبوت ہونے کی امتیازی شان آغاز بشریت سے شروع ہوئی تو انتہائے کائنات تک جا پہنچی۔''

(آفتاب نبوت صفحہ 107-111 پرانی انارکلی لاہور)

اعتراض: وہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام ناقل) کہتا ہے کہ میں آدم ہوں شیث ہوں نوح ہوں داؤد ہوں موسیٰ ہوں، محمدؐ اور احمد ہوں (حاشیہ حقیقۃ الوحی) سوچنے کی بات ہے کہ ایسا دعویٰ کون کرسکتا ہے وہی کرسکتا ہے جو عقل و خرد سے عاری ہو چکا ہو۔

جواب: حضرت امام جعفر صادقؒ جو اہل التشیع کے چھٹے امام اور امت محمدیہ کے بہت بڑے بزرگ ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہؒ کے استاد بھی ہیں اُن کا یہ قول ہے کہ امام مہدی آکر یہ دعویٰ کرے گا۔

ترجمہ: اے تمام لوگو سن لو جو ابراہیم اور اسماعیل کو دیکھنا چاہے تو یاد رکھے کہ وہ ابراہیم اور اسماعیل میں ہوں۔ اور جو موسیٰ اور یوشع کو دیکھنا چاہے۔ تو وہ موسیٰ اور یوشع میں ہوں اور جو عیسیٰ اور شمعون کو دیکھنا چاہے تو وہ عیسیٰ اور شمعون میں ہوں اور جو محمدؐ اور امیر المومنین کو دیکھنا چاہے تو وہ محمد ﷺ اور امیر المومنین میں ہوں اور جو حسن اور حسین کو دیکھنا چاہے تو وہ حسن اور حسین میں ہوں اور جو نسل حسین میں ہونے والے ائمہ کو دیکھنا چاہے تو وہ ائمہ میں ہوں۔

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 302)

۲۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا۔

''عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا لوح و قلم کیا ہے فرمایا میں ہوں، پوچھا کہتے ہیں ابراہیم، موسیٰ اور محمد ﷺ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں۔'' (تذکرۃ الاولیاء اردو باب 13 صفحہ 148 شائع کردہ برکت علی اینڈ سنز)

۳۔ حضرت امام عبد الرزاق کاشانی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح فصوص الحکم مطبوعہ مصر صفحہ 52 میں لکھا ہے یعنی آخری زمانہ میں آنے والا مہدی احکام شرعیہ میں تو محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوگا لیکن علوم و معارف اور حقیقت میں آپ کے سوا تمام انبیاء اور اولیاء مہدی کے تابع ہوں گے کیونکہ مہدی کا باطن محمد رسول اللہ ﷺ کا باطن ہے۔''

یہ اسلام کا اثاثہ ہے یہ عارفانہ کلام ہے۔ ملا کی کھوپڑی میں کیسے گھس سکتا ہے۔ پس ان کے جھوٹ اور افترا پردازی نے بالکل واضح کر دیا ہے کہ یہ ملاؤں کا طبقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہی نہیں اسلام کا بھی چھپا دشمن ہے اور آنحضرت ﷺ اور اسلام کو احمدیت کی مخالفت کی آڑ میں کھلے بندوں بدنام کر رہا ہے۔

اعتراض الزام: حضرت مرزا صاحب نے عورت ہونے کا حاملہ ہونے کا مریم ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔

ہمارا جواب: سورۃ التحریم آیت 12-13 میں مومنوں کی دو ہی حالتیں بیان فرمائی گئی ہیں۔ تیسری کوئی شکل نہیں یعنی اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یا تو مومن فرعون کی بیوی کے مشابہہ ہیں اور یا پھر مومن پر مریم کی مثال صادق آئے گی۔ یعنی مریم کی مثال جس میں ہم نے روح پھونکی اور پھر اس سے مسیح ابن مریم پیدا ہوا۔ محض مریم کی مثال نہیں بلکہ ایک ایسی مریم کی مثال جس میں روح پھونکی گئی اور وہ حاملہ ہوئی اور اس کے نتیجہ میں ایک بچہ پیدا ہوا۔ پس قرآن کریم تو مومنوں کی دو ہی مثالیں بیان کرتا ہے تیسری کسی قسم کا ذکر نہیں کیا گیا اگر آپ نہ فرعون کی بیوی بن سکتے ہیں اور نہ مریم تو پھر تو آپ دائرہ ایمان سے باہر نکلتے ہیں۔ کیوں کہ یہی آیت مومنوں کو ان دو قسموں میں سے کسی ایک میں ضرور داخل کرتی ہے۔

حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مقالات میں سے 26ویں مقالہ میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ: کہ تو اپنے چہرہ پر سے برقع اور قناع نہ اُتار'' اس کی تشریح میں حضرت شیخ عبد الحق صاحب محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ:

برقع اور قناع کی تعبیر یہ ہے کہ یہ عورت کا لباس ہے اور اس میں اشارہ ہے کہ ظہور کمال تک مرد بھی بمنزلہ عورت کے ہوتا ہے اور اس کا دعویٰ مردانگی درست نہیں۔''

(شرح فتوح الغیب فارسی مقالہ 46)

پس پہلی حالت جس میں ایک پاکیزگی تو موجود ہے لیکن اس پاکیزگی نے ایک نئے وجود کو ابھی جنم نہیں دیا اُسے مریمی حالت کہا جاتا ہے اور گذشتہ بزرگانِ امت بھی اسے اسی طرح قرار دیتے رہے۔

پس حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ (حضرت بایزید بسطامی) مسجد کے دروازہ پر پہنچ کر کھڑے ہوگئے اور رونے لگے۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں اپنے آپ کو حیض والی عورت کی مانند پاتا ہوں جو مسجد میں جانے سے بوجہ اپنی ناپاکی کے ڈرتی ہے۔''

(تذکرۃ الاولیاء چودھواں باب ذکر خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز صفحہ 108)

اعتراض: قرآن مجید دوبارہ مرزا پر نازل ہوا۔

جواب: امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یوں لکھتے ہیں: یعنی مسیح موعود ایسے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا جو نبوت مطلقہ کا حامل ہوگا اور اس پر شریعت محمدیہ الہامًا نازل ہوگی۔ (الیواقیت والجواہر جلد 2 صفحہ 89 بحث 47)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام معاندین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اے سخت دل قوم تمہیں کس نے چاند پر تھوکنا سکھلایا۔ کیا تم اس سے لڑو گے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ اپنے دلوں میں غور کرو کہ کبھی خدا نے کسی جھوٹے کے ساتھ ایسی رفاقت کی کہ قوموں کے ارادوں اور کوششوں کو اس کے مقابل پر ہر ایک میدان میں نابود کر دیا اور ان کو ہر ایک کو اس کے حملہ میں نامراد رکھا باز آجاؤ اور اس کے قہر سے ڈرو اور یقیناً سمجھو کہ تم اپنی مفسدانہ حرکات پر مہر لگا چکے۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہوتا تو اس قدر فریبوں کی تمہیں کچھ بھی حاجت نہ ہوتی تم میں سے صرف ایک شخص کی دعا ہی مجھے نابود کر دیتی مگر تم میں سے کسی کی دعا بھی آسمان پر نہ چڑھ سکی بلکہ دعاؤں کا اثر یہ ہوا کہ دن بدن تمہارا ہی خاتمہ ہوتا جاتا ہے تم نے میرا نام مسیلمہ کذاب رکھا۔ لیکن مسیلمہ تو وہ تھا جس کا ایک ہی جنگ میں خاتمہ ہوگیا۔ مگر تم تو بیس برس تک جنگ کئے گئے اور ہر جنگ میں نامراد رہے کیا سچوں اور مومنوں کے یہی نشان ہوا کرتے ہیں؟ کیا تم دیکھتے نہیں کہ تم گھٹتے جاتے ہو اور ہم بڑھتے جاتے ہیں۔ اگر تمہارا قدم کسی سچائی پر ہوتا تو کیا اس مقابلہ میں تمہارا انجام ایسا ہی ہونا چاہئے تھا کس نے تم میں سے مباہلہ کیا کہ آخر اس نے ذلت یا موت کا مزہ نہ چکھا۔ اول تم میں سے مولوی اسماعیل علی گڑھ نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔ سو تم جانتے ہو کہ شاید دس سال کے قریب ہو چکے کہ وہ مرگیا اور اب خاک میں اس کی ہڈیاں بھی نہیں مل سکتیں۔ پھر پنجاب میں مولوی غلام دستگیر قصوری اٹھا اور اپنے تئیں کچھ سمجھا اور اس نے اپنی کتاب میں میرے مقابلہ میں یہ لکھا کہ ہم دونوں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرجائے گا۔ سو کئی سال ہوگئے کہ غلام دستگیر بھی مرگیا وہ کتاب چھپی ہوئی موجود ہے اسی طرح مولوی رشید احمد گنگوہی اٹھا اور ایک اشتہار میرے مقابل پر نکالا اور جھوٹے پر لعنت کی اور تھوڑے دنوں کے بعد اندھا ہوگیا۔ دیکھو اور عبرت پکڑو پھر بعد اس کے مولوی غلام محی الدین لکھوکے والا اٹھا اس نے بھی ایسے ہی الہام شائع کئے۔ آخر وہ بھی جلد دنیا سے رخصت ہوگیا۔ پھر عبد الحق غزنوی اٹھا اور بالمقابل مباہلہ کرکے دعائیں کیں کہ جو جھوٹا ہے خدا کی اس پر لعنت ہو برکتوں سے محروم ہو دنیا میں اس کی قبولیت کا نام و نشان نہ رہے سو تم خود دیکھ لو کہ ان دعاؤں کا کیا انجام ہوا اور اب وہ کس حالت میں اور ہم کس حالت میں ہیں۔ دیکھو اس مباہلہ کے بعد ہر ایک بات میں خدا نے ہماری ترقی کی اور بڑے بڑے نشان ظاہر کئے۔ آسمان سے بھی اور زمین سے بھی اور ایک دنیا کو میری طرف رجوع دے دیا اور جب مباہلہ ہوا تو شاید چالیس آدمی میرے دوست تھے اور آج ستر ہزار کے قریب ان کی تعداد ہے اور مالی فتوحات اب تک دو لاکھ روپیہ سے بھی زیادہ اور ایک دنیا کو غلام کی طرح ارادتمند کر دیا اور زمین کے کناروں تک مجھے شہرت دے دی۔''

(نزول المسیح صفحہ 32-33)

جماعت اسلامی کے اخبار المنیر لائلپور نے لکھا:

ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی ہے۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ تعلق باللہ۔ دیانت خلوص، علم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی، مولانا انور شاہ صاحب دیوبندی، مولانا قاضی سید سلیمان منصور پوری، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی، مولانا عبد الجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر رحمہ اللہ وغفرھم کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر و رسوخ بھی اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں جو ان کے ہمپایہ ہوں۔ اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کیلئے تکلیف دہ ہوں گے...... لیکن اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کاوشوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا ہے۔ (المنیر 23 مارچ 56ء)

سید ابو الاعلیٰ مودودی صاحب کے رسالہ ترجمان القرآن کے مدیر نے لکھا تھا:

میں اکثر اوقات اس پر غور کرتا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کو اپنے مشن میں اس قدر کامیابی حاصل ہوئی مجھے مرزا صاحب کی کامیابیوں کا سلسلہ لامتناہی نظر آتا ہے اور جس وقت مرزا صاحب کے مخالفین کی نامرادیوں پر غور کرتا ہوں تو وہ بھی بے حد و حساب نظر آتی ہیں ایسا کیوں ہے؟ ایک شخص خدا اور رسول کے مقابلہ پر کھڑا ہوتا ہے۔ نائبین رسول کو چیلنج کرتا ہے کہ تم سب مل کر بھی میرے مشن کو فیل نہیں کر سکتے کیونکہ خدا کی تائید میرے شامل حال ہے تم جب بھی میرے مقابلہ پر آؤ گے ہر مرتبہ ذلیل و نامراد ہوگے اور یہی میرے نبی ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ مرزائیوں کی حفاظت کے سامان غیب سے پیدا ہو جاتے ہیں...... دوسری طرف مرزائیوں کے مخالفین کی تباہی کے سامان بھی غیب سے ظہور میں آجاتے ہیں......

ذرا سچے رسول کی ختم نبوت کی حفاظت کرنے والوں کی ناکامیاں اور تباہیاں سامنے لائیں۔ کس قدر زوردار تحریک اٹھی تھی اور کیسے ہمیشہ کیلئے ختم ہوکر رہ گئی۔''

(ترجمان القرآن اگست 1934 صفحہ 57-58)

روزنامہ جنگ لاہور اپنی 12 دسمبر 1983 کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

''پاکستان میں پہلی مرتبہ جناب دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے۔ پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا۔ انہوں نے اپنے بارے میں مرزائیت سے بریئت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اُس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے قادیانی کی اہم کتاب کو ضبط کیا۔ مگر یہ اُن کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہوکر اقتدار سے الگ ہوئے۔ پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کیلئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پر وار، ایسا وار کہ نوّے سالہ مسئلہ حل کر ڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کا حل کرنے کے بعد انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تا حیات پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہ ہوسکا۔ اب صدر جنرل ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریئت کا اعلان واشگاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا عہد کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے۔ وہ پوری قوم کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔'' (روزنامہ جنگ)

جنرل ضیاء حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد صاحبؒ کے مباہلہ کے چیلنج کی زد میں آکر جل کر خاکستر ہوکر دنیا سے رخصت ہوگیا۔ مباہلہ کا چیلنج 10 جون 1988ء کو دیا گیا تھا۔ 17 اگست 1988ء کو وہ جل کر ریزہ ریزہ ہوا۔ پس غور کریں اور توبہ کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے پوچھیں کہ یہ مدعی مہدی و مسیح سچا ہے کہ جھوٹا۔ لوگوں میں اور مسلمانوں میں فتنہ نہ پیدا کریں۔

❁❁❁

ارشاد حضرت امیر المومنین

''اس وقت جس کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا اور آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس سے زندہ تعلق پیدا کروانا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے جو ایک دوسرے پر حق ہیں اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور اُن کی ادائیگی کرنا ہے۔''

(بیان فرمودہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین مورخہ 8 نومبر 2013)

طالب دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز سونگڑہ اُڈیشہ

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان

Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

098141-63952

نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

جماعتی رپورٹیں

جماعت احمدیہ تالبرکوٹ کے تیسرے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

✡ الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ تالبرکوٹ کے تیسرے جلسہ سالانہ کا مورخہ 5 اپریل 2015 کو بابرکت انعقاد ہوا۔ جلسہ کی کاروائی کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ اس جلسہ کے دو سیشن تھے۔ پہلا سیشن تربیتی اجلاس اور دوسرا سیشن جلسہ پیشوایان مذاہب پر مشتمل تھا۔

پہلا سیشن: ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر ٹھیک 10 بجے مکرم ظہیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند کی زیر صدارت پہلے سیشن کا آغاز ہوا۔ پرچم کشائی کے بعد مکرم مصور علی خان صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ خاکسار نے عہد وفائے خلافت دہرایا۔ مکرم نعیم خان صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید کلیم الدین احمد صاحب قاضی سلسلہ اور مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب نے مختلف تربیتی امور پر تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد پہلی نشست کا اختتام ہوا۔

دوسرا سیشن: دوسرا سیشن شام 5:30 بجے ''جلسہ پیشوایان مذاہب'' کے طور پر زیر صدارت مکرم ظہیر احمد خادم صاحب منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم کمال الدین صاحب معلم سلسلہ نے کی۔ مکرم فضل مومن صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد معراج علی صاحب مبلغ انچارج ضلع کٹک، مکرم احسن الحق خان صاحب، مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری اور خاکسار نے اسلام کی پُرامن تعلیمات بیان کیں۔ دیگر مذاہب کے نمائندگان نے بھی اپنے نیک تاثرات کا اظہار کیا۔ صدارتی خطاب کے بعد محترم صدر اجلاس نے دیگر مذاہب کے نمائندگان کو جماعتی کتب کا تحفہ پیش کیا۔ مکرم شیخ مجاہد احمد شاستری صاحب نے پریس کے نمائندگان کے سوالوں کے جواب دیئے اور جماعت کا تعارف کرایا۔ اس جلسہ میں لوکل احمدیوں کے علاوہ دو صد سے زائد مہمانان کرام نے شرکت کی۔ حاضرین جلسہ کی مجموعی تعداد سات سو کے قریب تھی۔ بفضلہٖ تعالیٰ اخبارات میں اس جلسہ کی بھرپور کوریج ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور بکثرت سعید روحوں کو اس کے ذریعہ حق کو پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (سلیمان خان، معلم تالبرکوٹ، اُڈیشہ)

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

✡ جماعت احمدیہ پیرہ گنڈہ میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو مکرم محمد انکوس صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم انکوس صاحب اور خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مجیب خان معلم، پیرہ گنڈہ)

✡ جماعت احمدیہ کٹا کشہ پور میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد خاکسار نے جماعت احمدیہ کی بنیاد اور حضرت مسیح موعود کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد اکبر معلم کٹا کشہ پور)

✡ جماعت احمدیہ ملم پلی میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد مصطفیٰ۔ معلم ملّم پلی)

تربیتی اجلاس

✡ جماعت احمدیہ اٹکانہ پلّی میں مورخہ 20 مارچ 2015 کو مکرم شیخ یعقوب صاحب صدر جماعت کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ رحمن صاحب نے کی۔ مکرم شیخ یعقوب صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار اور مکرم شیخ اندر صاحب نے پابندی نماز کے متعلق اردو اور تیلگو زبان میں تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

✡ اسی طرح مورخہ 23 مارچ 2015 کو اٹکانہ پلّی میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار اور مکرم شیخ رحیم الدین صاحب نے یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد انکشاف علی)

وصایا: وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7297: میں امیزہ بیگم زوجہ مکرم شریف احمد خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن دارالبرکات ڈاکخانہ کیرنگ ضلع خوردہ صوبہ اُڈیشہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسارہ کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شیخ عبدالرحمن الامۃ: امیزہ بیگم گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7298: میں شبانہ بیگم زوجہ مکرم محمد جمیل احمد صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 54 سال پیدائشی احمدی ساکن کامار یڈی ڈاکخانہ کامار یڈی ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28-3-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ سونا 3 تولے 8 گرام موجودہ قیمت -/1,10,200 روپئے۔ چاندی 7 تولے قیمت -/3150 روپئے۔ حق مہر -/1100 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/8000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد مطیع اللہ الامۃ: شبانہ بیگم گواہ: شیخ نور احمد میاں

مسل نمبر 7299: میں محمد جاوید احمد ولد مکرم محمد عبدالحفیظ صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 30 سال ساکن ظہیر آباد ڈاکخانہ ظہیر آباد ضلع میدک صوبہ تیلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6-4-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نوید الفتح شاہد العبد: محمد جاوید احمد گواہ: شیخ محمد ادریس احمد

مسل نمبر 7300: میں سانیہ کنول بنت مکرم عبدالشکور ھوڈری صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن 22-7-439/1 پرانی حویلی، حیدر آباد، تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29-9-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: طیب احمد خان الامۃ: سانیہ کنول گواہ: عبدالشکور ھوڈری

مسل نمبر 7301: میں ثمینہ فردوس زوجہ مکرم محمد جاوید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال ساکن ظہیر آباد ضلع میدک صوبہ تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 6-4-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ طلائی ہار ایک عدد وزن 3 تولہ۔ طلائی ہار ایک عدد وزن 2 تولہ۔ کان کی بالی ایک عدد سیٹ آدھا تولہ۔ انگوٹھی تین عدد وزن آدھا تولہ۔ چاندی کی پازیب ایک سیٹ 9 تولہ۔ طلائی لاکیٹ ایک عدد وزن آدھا تولہ۔ حق مہر -/61,000 بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: نوید الفتح شاہد الامۃ: ثمینہ فردوس گواہ: محمد جاوید احمد صاحب

بقیہ منصف کا جواب از صفحہ 2

روضہ نبوی ﷺ سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عقیدت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر کے متعلق فرماتے ہیں :

"اِنَّ قَبْرَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَوْضَةٌ عَظِيْمَةٌ مِّنْ رَوْضَاتِ الْجَنَّةِ وَتَبَوَّءَ كُلَّ ذِرْوَةِ الْفَضْلِ وَالْعَظْمَةِ وَاَحَاطَ كُلَّ مَرَاتِبِ السَّعَادَةِ وَالْعِزَّةِ۔"

(سرّ الخلافہ۔ روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۴۴)

یعنی ہمارے نبی ﷺ کی قبر یقیناً جنت کے باغات میں سے ایک عظیم باغ ہے وہ ہر فضل اور عظمت کی چوٹی کا مقام ہے اور اس نے سعادت اور عزت کے ہر مرتبہ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔

کیا کسی عاشق رسول نے نبی کریم ﷺ کے روضہ اطہر کی ایسی توصیف بیان کی ہے۔ واللہ ثم واللہ ہرگز نہیں۔

اس جگہ ایک سوال حل طلب رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ اس جگہ معاندین احمدیت یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ مسیح موعود کے لئے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ "یدفن معی فی قبری" یعنی مسیح میری قبر میں دفن ہو گا اور (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب قادیانی روضۂ نبویؐ میں دفن ہونا تو کیا زیارت بھی نہ کر سکے۔

سب سے پہلے تو معاندین احمدیت کی یہ بد دیانتی ہے کہ وہ آپؑ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ نے حج نہیں کیا یا روضہ نبوی کی زیارت نہ کر سکے۔ جب خود ہی کفر کا فتویٰ دے کر واجب القتل قرار دے دیا تو آپؑ یہ فریضہ کیونکر ادا کر سکتے تھے۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ جب حج کے ایام میں حج کا ذکر چلا تو زیارت حرمین شریفین کے تصور سے آپؑ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپؑ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا کہ یہ سب تو ٹھیک ہے لیکن کیا میں آنحضور ﷺ کے روضہ مبارک کو دیکھ بھی پاؤں گا۔ یہ الفاظ آپؑ کی روضۂ نبوی سے شدید محبت پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ يُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ والی حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : يَنْزِلُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ اِلَى الْاَرْضِ فَيَتَزَوَّجُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَيَمْكُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ يَمُوْتُ فَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ فِيْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَيْنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔

(مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰؑ بروایت ابن جوزی فی الکتاب الوفا، مطبع مجیدی صفحہ 480)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جب حضرت عیسی نازل ہوں گے زمین کی طرف تو وہ شادی کریں گے اور ان کی اولاد ہوگی۔ اور وہ پینتالیس سال تک زمین میں رہیں گے۔ پھر ان کی وفات ہوگی پس وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کئے جائیں گے۔ پس میں اور عیسی ابن مریم ایک ہی قبر میں سے اُٹھیں گے ابو بکر اور عمر کے درمیان سے۔

اس حدیث کے بنا کسی استنباط کے غیر احمدیوں کے عقیدے کے مطابق اگر ظاہری معنے ہی کئے جائیں تو بہت سی خرابیاں لازم آئیں گی۔

پہلی بات یہ کہ غیر احمدیوں کے عقیدے کے مطابق جس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی اگر حضرت عیسیٰؑ زندہ تھے تو اس پیشگوئی کی رو سے ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی حضرت عیسیٰؑ اُتر آتے، شادی کرتے، اولاد ہوتی اور پینتالیس سال گزرنے کے بعد آپ ﷺ اور عیسیٰؑ کی ایک ساتھ وفات ہوتی پھر دونوں ایک ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کئے جاتے۔ لیکن بظاہر ایسا نہیں ہوا۔ آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ اکیلے ہی اپنی قبر میں دفن کئے گئے اور حضرت عیسیٰؑ آسمان پر بیٹھے رہے۔

ایک سچا مسلمان ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال دل میں لانا گوارا نہیں کر سکتا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ لیکن بظاہر نظر یہ آتا ہے کہ ظاہری طور پر یہ پیشگوئی اپنے اول وقت میں پوری نہیں ہوئی۔

اب غیر احمدیوں کے پاس ایک ہی راہ ہے۔ یا تو وہ کسی بھی طرح کوشش کر کے حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اُتار لائیں اور پھر ان کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کی قبر کشائی کر کے حضرت عیسیٰؑ کو اس میں دفن کریں یا پھر یہ مان لیں کہ اس حدیث کے کوئی اور مُرادی معنے ہیں۔

پھر حضرت عیسیٰؑ کو آسمان سے اُتار کر لانے میں بعض قباحتیں ہیں۔ اوّل تو یہ کہ ان کا آسمان پر جانا کسی قرآنی آیت یا حدیث یا اُمت کے کسی بلند پایہ بزرگ کے قول سے ثابت نہیں۔ قرآن و حدیث اور اقوال بزرگان سے حضرت عیسی کی وفات ثابت ہوتی ہے۔ دوسری قباحت یہ ہے کہ کنز العمال کی روایت ہے کہ مَا تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيًّا اِلَّا دُفِنَ حَيْثُ يُقْبَضُ (جلد 6 صفحہ 119) کہ نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن بھی ہوتا ہے۔ اسی بنا پر غیر احمدی مانتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں فوت ہوئے اور اسی میں مدفون بھی ہوئے۔

تو اب اگر بفرض محال حضرت عیسیٰؑ آسمان سے آ بھی جائیں تو کیا وہ حضرت عائشہ کے حجرے میں جا کر وفات پائیں گے۔ کیا اس دن سے روضہ نبوی ﷺ کی زیارت عیسائیوں اور مسلمانوں میں تقسیم ہو جائے گی (نعوذ باللہ) کون حقیقی مسلمان یہ برداشت کرے گا۔

پھر ایک قباحت یہ ہے کہ مسلم کی حدیث ہے اَنَا اَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ

(مسلم جلد 2 صفحہ 278)

یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میری یہ خصوصیت ہے کہ نشور کے وقت سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی۔ اگر مسیح بھی ساتھ ہوں تو وہ بھی اس خصوصیت میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کی یہ خصوصیت باطل ہو جاتی ہے (نعوذ باللہ)

ایک قباحت یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رؤیا میں دیکھا تھا کہ آپ کے حجرے میں تین چاند گرے ہیں۔ جیسا کہ فرمایا رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ... (مؤطا امام مالک جلد 1 صفحہ 121) اور وہ تینوں چاند آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ، اور حضرت عمرؓ تھے جو آپؓ کے حجرے میں مدفون ہوئے۔ اب اگر بفرض محال حضرت مسیح بھی وہاں دفن ہوں تو یہ چوتھے چاند تھے جو حضرت عائشہؓ کو نہیں دکھائے گئے اور ایسا ہونا ناممکن ہے۔ اس سے تو گویا حضرت عائشہؓ کی رؤیا میں خلل ماننا پڑتا ہے جو ایک سچا مسلمان کبھی تسلیم نہیں کر سکتا۔

اب جب اس حدیث کے ظاہری معنے نہیں ہو سکتے تو لازماً اس کے روحانی معنے ہوں گے۔ اور روحانی معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (سورۃ: عبس آیت 23)

یعنی پھر عمر طبعی کے بعد اسے مار دیا پھر اسے موعود قبر میں رکھا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیاوی قبر کے علاوہ اللہ تعالیٰ بھی انسان کی ایک قبر بناتا ہے جو اُخروی زندگی کی قبر ہے۔ اور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے اسی قبر میں اپنے ساتھ دفن ہونے کا ذکر فرمایا ہے تا لوگ سمجھیں کہ یہ موعود آنحضرت ﷺ سے الگ نہیں بلکہ ان کا ہی ظل ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت کے اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ (حاشیہ میں حضور اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں) یہ قول اس حدیث کے مطابق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آنے والا مہدی اور مسیح موعود میرا اسم پائے گا اور کوئی نیا اسم نہیں لائے گا یعنی اس کی طرف سے کوئی نیا دعویٰ نبوت اور رسالت کا نہیں ہو گا بلکہ جیسا کہ ابتدا سے قرار پا چکا ہے وہ محمدی نبوت کی چادر کو ہی ظلّی طور پر اپنے پر لے گا اور اپنی زندگی اُسی کے نام پر ظاہر کرے گا اور مر کر بھی اُسی کی قبر میں جائے گا تا یہ خیال نہ ہو کہ کوئی علیحدہ وجود ہے اور یا علیحدہ رسول آیا بلکہ بروزی طور پر وہی آیا جو خاتم الانبیاء تھا۔ مگر ظلّی طور پر اسی راز کے لئے کہا گیا کہ مسیح موعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں دفن کیا جائے گا کیونکہ رنگِ دوئی اس میں نہیں آیا پھر کیونکر علیحدہ قبر میں تصور کیا جائے۔ دنیا اس نکتہ کو نہیں پہچانتی۔ اگر اہلِ دنیا اس بات کو جانتے کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اِسْمُهٗ كَاِسْمِيْ وَيُدْفَنُ مَعِيَ فِيْ قَبْرِيْ تو وہ شوخیاں نہ کرتے اور ایمان لاتے۔ اِس نکتہ کو یاد رکھو کہ مَیں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے۔ اور مَیں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے مَیں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔ اگر مَیں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور مجتبیٰ نہ رکھتا اور نہ خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء کا مجھ کو خطاب دیا جاتا بلکہ مَیں کسی علیحدہ نام سے آتا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ہر ایک بات میں وجودِ محمدی میں مجھے داخل کر دیا یہاں تک کہ یہ بھی نہ چاہا کہ یہ کہا جائے کہ میرا کوئی الگ نام ہو یا کوئی الگ قبر ہو کیونکہ ظل اپنے اصل سے الگ ہو ہی نہیں سکتا اور ایسا کیوں کہا گیا اس میں راز یہ ہے کہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس نے خاتم الانبیاء ٹھہرایا ہے اور پھر دونوں سلسلوں کا تقابل پُورا کرنے کے لئے یہ ضروری تھا کہ موسوی مسیح کے مقابل پر محمدی مسیح بھی شانِ نبوت کے ساتھ آوے تا اس نبوت عالیہ کی کسر شان نہ ہو اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے وجود کو ایک کامل ظلّیت کے ساتھ پیدا کیا اور ظلّی طور پر نبوت محمدی اس میں رکھ دی تا ایک معنی سے مجھ پر نبی اللہ کا لفظ صادق آوے اور دوسرے معنوں سے ختم نبوت محفوظ رہے۔"

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 380-381)

(جاری)

تنویر احمد ناصر

ضروری اعلان

مکرم مرحوم فرید احمد ناصر صاحب معلم سلسلہ کا ترکہ ازروئے شریعتِ اسلامیہ تقسیم کیا جانا ہے۔ مرحوم کے ساتھ اگر کسی کا کوئی لین دین کا معاملہ ہو تو یکم اگست 2015ء تک مع ثبوت درخواست دار القضاء قادیان میں بھجوا دیں بعد میں آنے والی درخواست قابل قبول نہ ہوگی۔ (ناظم دار القضاء سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان)

کلام الامام

"خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ قرب الٰہی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیماپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 13 مئی 2015ء بروز بدھ، قبل نماز ظہر مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرم عبدالرشید صاحب (موٹر مکینک، ابن مکرم عبدالحمید صاحب سابق درویش قادیان)

9 مئی کو تین ماہ بیمار رہنے کے بعد وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نمازوں کے پابند اور حسن اخلاق سے پیش آنے والے بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مالی قربانی میں باقاعدہ اور جماعتی خدمت کیلئے ہمیشہ تیار رہتے۔ آپ کو 1991 میں ایک کیس میں اسیر راہِ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ کو نائب ناظم روٹی پلانٹ کے طور پر خدمت بجالانے کی توفیق ملتی رہی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ ایک بیٹا جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم رشید احمد بٹ صاحب مرحوم، کراچی)

9 مارچ 2015 کو طویل علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت عبدالحکیم صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی اور مکرم حافظ عبدالواحد صاحب مرحوم (واقف زندگی احمد آباد اسٹیٹ) کی بڑی بہو تھیں۔ آپ کو 9 سال نبی سرروڈ کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ 2002 میں آپ ڈرگ روڈ کراچی منتقل ہوگئیں جہاں آپ نے سیکرٹری خدمت خلق کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ بہت بااخلاق، ملنسار، صابرہ وشاکرہ، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے بے حد عقیدت، اطاعت اور محبت کا تعلق تھا اپنی اولاد کو بھی خلافت سے وابستگی کی تلقین کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم غلام رسول صاحب (آف دار البرکات ربوہ، حال جرمنی)

10 اپریل 2015 کو مختصر علالت کے بعد وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ لمبا عرصہ زعیم مجلس انصار اللہ دار البرکات اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ اسی طرح شعبہ تاریخ احمدیت میں بھی خدمت بجالاتے رہے اور حوالہ جات اکٹھے کرنے کی غرض سے کئی شہروں کا سفر اختیار کیا اور بڑے شوق اور ولولہ سے اس خدمت کو سرانجام دیا۔ بہت ملنسار، غریب پرور، بہادر نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ بہت جرأت سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ آپ نے 90 بیعتیں کروانے کی توفیق پائی۔ دیہات کے اثر و رسوخ رکھنے والے لوگ آپ سے بہت متاثر تھے۔ آپ کو خلافت احمدیہ سے والہانہ عشق کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

(3) مکرم ملک عبدالرشید صاحب بھیروی (سابق اکاؤنٹنٹ بیت المال آمد ربوہ)

15 اکتوبر 2014 کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لمبا عرصہ نظارت بیت المال آمد کے اکاؤنٹنٹ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ نماز باجماعت کے پابند، نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔

(4) مکرم چوہدری محمود احمد صاحب (ابن مکرم چوہدری علم دین صاحب، سابق صدر حلقہ 79 نواں کوٹ، ضلع شیخوپورہ)

21 مارچ 2015 کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں 15 سال کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، نظام جماعت کے اطاعت گزار، ہمدرد، انصاف پسند، نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(5) مکرمہ اقبال بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں محمد شفیع میناس صاحب چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر)

21 فروری 2015 کو 92 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اعلیٰ اخلاق کی مالک، غریب پرور، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے عشق اور وفا کا تعلق تھا۔

(6) مکرمہ حمیدہ نذیر صاحبہ (اہلیہ مکرم نذیر احمد صاحب مرحوم، کراچی)

26 جنوری 2015 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ خود بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوئیں۔ خلافت اور جماعت کے ساتھ گہرا تعلق تھا۔ غریب پرور، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔

(7) مکرم محمود الحسن صاحب (ابن مکرم حسن علی صاحب، محلہ نصیر آباد سلطان ربوہ)

18 فروری 2015 کو ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو لوکل انجمن ربوہ میں کافی عرصہ ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ علاوہ ازیں سیکورٹی کی ڈیوٹیاں بھی بجالاتے رہے۔ آپ غریب پرور اور چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ، ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔

(8) مکرم منیر احمد سہوتر صاحب (ابن مکرم رحمت علی صاحب ساکن چک 98 شمالی سرگودھا)

26 جنوری 2015 کو 63 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند اور شریف النفس انسان تھے۔ جو بھی جماعتی کام آپ کے سپرد کیا جاتا اسے ہمیشہ بڑی خوش اسلوبی سے بجالاتے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔

(9) مکرمہ فاطمہ بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم ملک فضل داد کھوکھر صاحب کھوکھر غربی)

5 مارچ 2015 کو 91 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ بہت نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ کے دو پوتے مکرم حافظ محمد نصر اللہ صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ اور مکرم حافظ محمد ظفر اللہ عاجز صاحب (مربی سلسلہ) بطور ایڈیشنل وکالت اشاعت لندن خدمت بجالا رہے ہیں۔

(10) مکرمہ عافیہ ظفر صاحبہ (بنت مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب سابق امیر ضلع سیالکوٹ)

8 فروری 2015 کو شادی کے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد برین ہیمرج سے 30 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ اپنے حلقہ میں سیکرٹری خدمت خلق، سیکرٹری تعلیم القرآن اور سیکرٹری اصلاح و ارشاد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پا رہی تھیں۔ ہر جماعتی پروگرام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ بے حد ملنسار، مہمان نواز، ہمدرد، مخلص اور جماعتی خدمت کے جذبہ سے سرشار خاتون تھیں۔

(11) مکرمہ مریم صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ عبدالسمیع قمر صاحب، باغ والی ملز فیکٹری ایریا فیصل آباد)

22 جنوری 2015 کو 78 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کو 13 سال صدر لجنہ اماء اللہ ضلع فیصل آباد کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ اس دوران آپ نے لجنہ کی تنظیم نو اور انہیں منظم کرنے کیلئے گاؤں گاؤں جا کر بڑی محنت سے کام کیا۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، غریب پرور، مہمان نواز، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت اور نظام جماعت سے گہری وابستگی اور وفا کا تعلق تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”نماز وہ ہے جس میں سوزش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے“ (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۹۲)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256,9086224927

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

EDITOR
MANSOORAHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

ہفت روزہ
بدر قادیان

The Weekly **BADR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 28 May 2015 Issue No. 22

بدظنی بہت بری چیز ہے انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے ☆ ہماری جماعت کے ہر شخص کو یہ عہد کر لینا چاہئے کہ دین کا کام میں نے ہی کرنا ہے ☆ جن مقاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے متبرک بنا دیئے جاتے ہیں ۔ قادیان بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے یہاں خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوا اور اس نے یہاں ہی اپنی ساری عمر گزاری اور اس جگہ سے وہ محبت رکھتا تھا

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 22 مئی 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح ۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ۔ کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ظن سے بکثرت اجتناب کیا کرو بچا کرو۔ یقینا بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اس بارے میں فرمایا کہ فساد اس سے شروع ہوتا ہے کہ انسان ظنون فاسدہ اور شکوک سے کام لینا شروع کرے۔ اگر نیک ظن کرے تو پھر کچھ دینے کی توفیق مل جاتی ہے۔ جب پہلی منزل پر خطا کی تو پھر منزل مقصود پر پہنچنا مشکل ہے۔ فرمایا بدظنی بہت بری چیز ہے انسان کو بہت سی نیکیوں سے محروم کر دیتی ہے اور پھر بڑھتے بڑھتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ انسان خدا پر بدظنی شروع کر دیتا ہے۔ پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ باطن میں ہم تصرف نہیں کر سکتے یعنی کسی کے دل تک ہماری پہنچ نہیں ہو سکتی اور اس کا تصرف کرنا گناہ ہے۔ انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے اور پھر آپ اس سے بدتر ہوتا ہے۔ سوء ظن جلدی سے کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ بدظنی یہ جلدی کرنا اچھا نہیں ہوتا۔ تصرف فی العباد ایک نازک امر ہے۔ یعنی یہ خیال کرنا کہ ہماری لوگوں کے دلوں تک پہنچ ہے یہ بہت حساس معاملہ ہے بہت نازک چیز ہے۔ کیوں نازک اور حساس ہے فرمایا اس لئے کہ اس نے بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا کہ انہوں نے انبیاء اور ان کے اہل بیت پر بدظنیاں کیں اور پھر جیسا کہ پہلے فرمایا پھر خدا تعالیٰ پر بھی بدظنی شروع ہو جاتی ہے۔

ایسے ہی بدظنی کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض واقعات بیان فرما رہے ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ لوگوں نے انبیاء اور اہل بیت پر بدظنیاں کیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے زمانے میں اس کا سب سے زیادہ سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا اور اسی نے اپنی تائید اور نصرت کو ہمیشہ میرے شامل حال رکھا اور سوائے ایک نابینا اور مادرزاد اندھے کے اور کوئی نہیں جو اس بات سے انکار کر سکے کہ خدا نے ہمیشہ آسمان سے میری مدد کے لئے فرشتے نازل کئے۔ پس تم اب بھی اعتراض کر کے دیکھ لو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ ان اعتراضات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ اس قسم کے اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی کئے گئے چنانچہ ایک دفعہ جب کسی نے ایسا ہی اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا یعنی چندہ دینے کے بارے میں کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ سلسلے کے لئے ایک کھوا بھی بھیجو پھر دیکھو کہ خدا کے سلسلے کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ فرمایا میں بھی ان لوگوں کو اسی طریق پر کہتا ہوں کہ تم پر حرام ہے کہ آئندہ ایک پیسہ بھی سلسلے کی مدد کے لئے دو جو اعتراض کرتے ہیں کہ غلط رنگ میں خرچ کیا جاتا ہے اور خلیفہ وقت اس کو غلط خرچ کرتا ہے۔ فرمایا کہ گو میری عادت نہیں کہ میں سخت لفظ استعمال کروں مگر میں کہتا ہوں کہ اگر تم میں ذرا بھی شرافت باقی ہو تو اس کے بعد ایک دمڑی تک سلسلہ کے لئے نہ دو اور پھر دیکھو سلسلے کا کام چلتا ہے یا نہیں چلتا۔ اللہ تعالیٰ غیب سے میری نصرت کا سامان پیدا فرمائے گا اور غیب سے ایسے لوگوں کو الہام کرے گا جو مخلص ہوں گے اور جو سلسلے کے لئے اپنے اموال قربان کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔ مجھے خوب یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ باغ میں گئے اور فرمایا مجھے یہاں چاندی کی بنی ہوئی قبریں دکھائی گئی ہیں اور ایک فرشتہ مجھے کہتا ہے کہ یہ تیری اور تیرے اہل و عیال کی قبریں ہیں اور اسی وجہ سے وہ قطعہ آپ کے خاندان کے لئے مخصوص کیا گیا ہے۔ گو خواب اس طرح چھپی ہوئی نہیں لیکن مجھے یاد ہے کہ آپ نے اسی طرح ذکر فرمایا۔ پس خدا نے ہماری قبریں بھی چاندی کی کر کے دکھا دیں اور لوگوں کو بتا دیا کہ تم تو کہتے ہو یہ اپنی زندگی میں لوگوں کا روپیہ کھاتے ہیں اور ہم تو ان کے مرنے کے بعد بھی لوگوں کو ان کے ذریعہ سے فیض پہنچائیں گے۔ یعنی خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم فیض پہنچائیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ ہماری مٹی کو بھی چاندی بنا رہا ہے اور تم اعتراضات سے اپنی چاندی کو بھی مٹی بنا رہے ہو۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا ایسے لوگ ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی یہ اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوا۔ اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جو ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں ان میں اپنے بھائیوں پر بدظنی کرنے کی عادت تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضرت صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت کہہ گزرے کہ آپ جماعت کا روپیہ اپنے ذاتی مصارف پر خرچ کر لیتے ہیں۔ حضرت صاحب کو آخری وقت میں یہ بات معلوم ہو گئی تھی اور آپ نے مجھے فرمایا یعنی حضرت مصلح موعود کو کہ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ لنگر کے لئے جو روپیہ آتا ہے اسے میں اپنے ذاتی مصارف میں خرچ کر لیتا ہوں مگر ان کو معلوم نہیں کہ جو لوگ میرے لئے نذروں کا روپیہ لاتے ہیں یعنی اس بات کے لئے لاتے ہیں کہ آپ نے ذاتی طور پر خرچ کرنی ہے میں تو اس میں سے بھی لنگر کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ اب جو کشائش ہے جماعت کو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا نتیجہ ہے یہ کسی کی ذاتی کوشش نہیں ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لنگر بھی دنیا کے ہر ملک میں چل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی دنیا میں اس لئے بھیجتا ہے کہ دنیا میں جو روحانی انحطاط شروع ہو چکا ہے اس کی اصلاح کرے جو گراوٹ لوگوں میں آ گئی ہے روحانی طور پر اس کی اصلاح کرے۔ گو جب انبیاء کے ماننے والوں کی تعداد بڑھنے لگتی ہے ان کے ماننے والوں کو روحانی ترقیات کے ساتھ ساتھ مادی ترقیات بھی ملتی ہیں لیکن مادی اور دنیاوی ترقیات کے معیار نبی کی زندگی کے بعد بہت بڑھ جاتے ہیں۔ تاہم روحانی ترقی کے لحاظ سے نبی کا زمانہ جو اپنا مقام رکھتا ہے وہ بعد میں آنے والا زمانہ نہیں رکھ سکتا۔ فرماتے ہیں کہ نبی کی وفات کے معاً بعد سے روحانی لحاظ سے رات کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے لیکن جسمانی لحاظ سے نبی کی وفات طلوع فجر پر دلالت کرتی ہے اور معاً بعد سے طلوع آفتاب یعنی ظاہری کامیابیوں کا نظارہ نظر آنا شروع ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا۔ ایسا ہی مسیح ناصری اور موسیٰ کے زمانے میں ہوا اور ایسا ہی اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا جو عشق تھا اس کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو دیکھنے والوں کو آپ سے جو محبت تھی اس کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے جو بعد میں آئے یا جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانے میں تھے لیکن عمر چھوٹی تھی اتنا شعور نہیں تھا مگر مجھے خدا تعالیٰ نے ایسا دل دیا تھا کہ میں بچپن سے ہی ان باتوں کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے ان لوگوں کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام سے محبت کا اندازہ لگایا ہے جو آپ کی صحبت میں رہے۔ میں نے سالہا سال ان کے متعلق دیکھا ہے کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جدائی کی وجہ سے اپنی زندگی میں کوئی لطف محسوس نہ ہوتا تھا اور دنیا میں کوئی رونق نظر نہ آتی تھی۔ حضرت خلیفہ اول نے کئی دفعہ جبکہ آپ اکیلے ہوتے اور کوئی پاس نہ ہوتا مجھے کہا میاں جب سے حضرت صاحب فوت ہوئے ہیں مجھے اپنا جسم خالی معلوم ہوتا ہے اور دنیا خالی خالی نظر آتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی قادیان سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محبت تھی اور کس طرح آپ دیکھا کرتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جن مقاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کا تعلق ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے متبرک بنا دیئے جاتے ہیں۔ قادیان بھی ایک ایسی ہی جگہ ہے یہاں خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ مبعوث ہوا اور اس نے یہاں ہی اپنی ساری عمر گزاری اور اس جگہ سے وہ محبت رکھتا تھا چنانچہ اس موقع پر جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لاہور گئے ہوئے تھے آخری جو بیماری کے دنوں میں یا آخری دنوں میں جب لاہور گئے ہیں وہیں وفات ہوئی ہے اور آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ ایک دن آپ نے مجھے ایک مکان میں بلا کر فرمایا کہ محمود دیکھو یہ دھوپ کیسی زرد سی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں مجھے تو ویسی ہی معلوم ہوتی تھی جیسی ہر روز دیکھتا تھا تو میں نے کہا کہ نہیں اسی طرح کی ہے جس طرح ہر روز ہوا کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا نہیں یہاں کی دھوپ کچھ زرد اور مدھم سی ہے قادیان کی دھوپ بہت صاف اور عمدہ ہوتی

باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نور الاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل
فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

124 واں جلسہ سالانہ قادیان مورخہ 26، 27، 28 دسمبر 2015ء کو منعقد ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 124 ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے 26، 27، 28 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ، اتوار، سوموار کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے دعاؤں کے ساتھ تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للٰہی جلسے سے کماحقہ مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور یہ جلسہ بکثرت سعید روحوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ)

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad